﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ*﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا*﴾ (بنى إسرائيل: ٨٠)


# الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعۃ المبارک ۱۰ نومبر ۱۹۹۵ء شمارہ ۴۵


ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

## ہدایت کا سچا نور آسمان سے ہی اترتا ہے

"یقیناً سمجھ لو کہ کامل علم کا ذریعہ خدائے تعالیٰ کا الہام ہے جو خدائے تعالیٰ کے پاک نبیوں کو ملا۔ پھر بعد اس کے اس خدا نے جو دریائے فیض ہے یہ ہرگز نہ چاہا کہ آئندہ اس الہام کو مہر لگادے اور اس طرح پر دنیا کو تباہ کرے۔ بلکہ اس کے الہام اور مکالمے اور مخاطبے کے ہمیشہ دروازے کھلے ہیں۔ ہاں ان کو ان کی راہوں سے ڈھونڈو تب وہ آسانی سے تمہیں ملیں گے۔ وہ زندگی کا پانی آسمان سے آیا اور اپنے مناسب مقام پر ٹھہرا۔ اب تمہیں کیا کرنا چاہئے تا تم اس پانی کو پی سکو۔ یہی کرنا چاہئے کہ افتاں و خیزاں اس چشمہ تک پہنچو، پھر اپنا منہ اس چشمہ کے آگے رکھ دو تا اس زندگی کے پانی سے سیراب ہو جاؤ۔ انسان کی تمام سعادت اسی میں ہے کہ جہاں روشنی کا پتہ لگے اسی طرف دوڑے اور جہاں اس گم گشتہ دوست کا نشان پیدا ہو، اسی راہ کو اختیار کرے۔ دیکھتے ہو کہ ہمیشہ آسمان سے روشنی اترتی ہے اور زمین پر پڑتی ہے۔ اسی طرح ہدایت کا سچا نور آسمان سے ہی اترتا ہے۔ انسان کی اپنی ہی باتیں اور اپنی ہی اٹکلیں سچا گیان اس کو نہیں بخش سکتیں۔ کیا تم خدا کو بغیر خدا کی تجلی کے پا سکتے ہو؟ کیا تم بغیر اس آسمانی روشنی کے اندھیرے میں دیکھ سکتے ہو؟ اگر دیکھ سکتے ہو تو شاید اس جگہ بھی دیکھ لو مگر ہماری آنکھیں بینا ہوں تاہم آسمانی روشنی کی محتاج ہیں۔ اور ہمارے کان گو شنوا ہوں تاہم اس ہوا کے حاجت مند ہیں جو خدا کی طرف سے چلتی ہے۔ وہ خدا سچا خدا نہیں ہے جو خاموش ہے اور سارا مدار ہماری اٹکلوں پر ہے۔ بلکہ کامل اور زندہ خدا وہ ہے جو اپنے وجود کا آپ پتہ دیتا رہا ہے اور اب بھی اس نے یہی چاہا ہے کہ آپ اپنے وجود کا پتہ دیوے۔ آسمانی کھڑکیاں کھلنے کو ہیں۔ عنقریب صبح صادق ہونے والی ہے۔ مبارک وہ جو اٹھ بیٹھیں اور اب سچے خدا کو ڈھونڈیں۔ وہی خدا جس پر کوئی گردش اور مصیبت نہیں آتی، جس کے جلال کی چمک پر کبھی حادثہ نہیں پڑتا"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ [مطبوعہ لندن] صـ ۴۴۳، ۴۴۴)

## تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان۔ دنیا بھر کی جماعتوں میں مالی قربانی پیش کرنے کے لحاظ سے جرمنی کی جماعت اول نمبر پر ہے۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳ نومبر ۱۹۹۵ء)

لندن (۳ نومبر ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ النحل کی آیت ۷۶ کی تلاوت فرمائی اور پھر اس آیت کی روشنی میں مالی قربانی کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ اس آیت میں "عبداً مملوکاً" سے مراد وہ شخص ہے جو مالی لحاظ سے خواہ کیسی ہی کشائش کیوں نہ رکھتا ہو مگر جس مال کا مالک ہے خود اسی کا غلام بھی ہے، جو دنیا کے دام میں پھنس چکا ہے اور اسے یہ توفیق ہی نہیں کہ کارخیر میں کچھ خرچ کرسکے۔ یہ وہ غلامی ہے جو شیطان کی یا دنیا کے لالچ اور دنیا کے اموال کی غلامی ہے۔ اس کے برعکس جو اللہ کی غلامی میں ہوتا ہے وہ اللہ کے مزاج کو اختیار کرتے ہوئے اس کے رنگ سے رنگ پکڑ کر آگے سراً و جھراً خرچ کرتا ہے۔ جبکہ "مایا کو مایا ملے کر کر لمبے ہاتھ" رکھنے والا مزاج غریب سے بالکل مستغنی ہو جاتا ہے اور اسے غریب کی کچھ بھی پرواہ نہیں رہتی۔

حضور نے فرمایا کہ وہ لوگ جو خدا کی طرف سفر شروع کرتے ہیں جتنا وہ خدا سے دور ہوتے ہیں اتنا انکی ظاہری نیکیوں کا پلڑا مخفی نیکیوں کی نسبت زیادہ بھاری ہوتا ہے لیکن جوں جوں وہ خدا کے زیادہ قریب ہوتے جاتے ہیں انکی مخفی نیکیوں کا پلڑا زیادہ بھاری ہوتا جاتا ہے اور یہ سفر جھر یعنی اظہار سے سر اور اخفاء کی طرف ہوتا ہے۔ وہ سر کو فوقیت دیتے ہیں اور انکا جھر اپنی ذات کو نمایاں کرنے کے لئے نہیں بلکہ دوسرے مومنوں میں قربانی کا جذبہ بڑھانے کے لئے ہوتا ہے۔ اسی لئے مالی قربانی کے موازنے پیش کئے جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ انفرادی طور پر ہر شخص کو ہمیشہ یہ موازنہ ان مثالی تصویروں سے کرتے رہنا چاہئے جن کی تفصیل قرآن کریم میں اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگیوں میں ملتی ہے اور یہ جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ کیا ہم زندگی گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے قریب تر ہو رہے ہیں یا ان سے دور ہٹ رہے ہیں۔ حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات کے حوالہ سے مالی قربانی کی روح کو اجاگر فرمایا اور بتایا کہ مالی نظام صرف جماعتی ضروریات پوری کرنے کے لئے نہیں ہے۔ یہ اس فرد کی روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہے جو اس میں حصہ لیتا ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر

## مختصرات

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ احباب جماعت کو جس طرح اپنے پیارے امام حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قریب کردیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم انعام بھی ہے اور اعجازی نشان بھی۔ حق و صداقت کی منادی کے لئے یہ خدائی انعام جس طرح موثر اور فوری ذریعہ ثابت ہورہا ہے اسکی ایک ایمان افروز مثال پچھلے دنوں اس طرح مشاہدہ میں آئی کہ ۱۹ اکتوبر کو پاکستان کے اخبارات میں حضور انور کے ایک انٹرویو کی خبر کو توڑ مروڑ کر غلط انداز میں پیش کیا گیا۔ اسی روز پاکستان سے اسکی اطلاع مل گئی اور اگلے روز ۲۰ اکتوبر کے پروگرام "ملاقات" میں حضور انور نے سب غلط بیانیوں کی بھرپور تردید فرمادی اور اصل حقیقت خوب کھول کر واضح فرمادی۔ غلط پراپیگنڈہ کے ازالہ کی یہ برق رفتار صورت اس سے پہلے کہاں میسر تھی۔ اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر کیا جائے، کم ہے۔ اس انعام سے بھرپور استفادہ ہمارا فرض ہے۔

### ہفتہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۵ء

پروگرام کے مطابق آج احمدی بچوں اور بچیوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے "ملاقات" کا دن تھا۔ اس پروگرام میں جو ہمیشہ ہی بہت دلچسپ ہوتا ہے حضور انور نے بچوں کو فوبیا کے بارہ میں بتایا مثلاً فوٹو فوبیا، ہائیڈروفوبیا وغیرہ۔ نیز DAKAR کے بارہ میں اپنی ایک خواب اور گیمبیا اور سینیگال میں احمدیت کی ترقی سے متعارف کروایا۔ بچوں اور بچیوں کے گروپس نے عربی میں قصائد بھی پڑھے۔

### اتوار ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۵ء

آج انگریزی دان احباب سے مجلس سوال و جواب ہوئی۔ آج پوچھے جانے والے سوالات حسب ذیل تھے۔

★ جن بھوت کیا ہوتے ہیں؟ کیا مسلمان ان پر یقین رکھتے ہیں؟

★ کئی دفعہ محسوس ہوتا ہے کہ مذہب لوگوں میں اختلاف پیدا کرنے کا موجب بن رہا ہے۔ آپ کے خیال میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں میں باہم محبت اور امن کس طرح قائم ہوسکتا ہے؟

★ دنیا میں مالدار مسلمان بہت کثرت سے ہیں وہ اپنے مسلمان بھائیوں کی کیوں مدد نہیں کرتے؟

★ بائبل کے اختلافات کی اصل حقیقت کیا ہے؟

★ آئندہ دو سو سال میں (اسلامی پیش خبریوں کے مطابق) دنیا میں کیا کچھ ہونے والا ہے؟

### سوموار۔ منگل ۲۳ و ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء

ان دو دنوں میں ہومیوپیتھی طریقہ علاج کے بارہ میں کلاسوں کا انعقاد ہوا۔ حضور انور نے مختلف امراض کے علاج کے لئے تجربہ شدہ ادویات کا عمومی تعارف کروایا۔ بالترتیب یہ کلاسز نمبر ۱۱۶ اور ۱۱۷ تھیں۔

### بدھ ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۵ء

حسب پروگرام آج ترجمۃ القرآن کلاس منعقد ہوئی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کا آسان فہم ترجمہ اور ضروری مقامات کی تفسیر بیان فرماتے ہیں۔ آج آپ نے سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۴۲ تا ۶۱ کا ترجمہ و تفسیر بیان فرمائی۔ یہ کلاس نمبر ۸۹ تھی۔

### جمعرات ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۵ء

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۹۰ ہوئی جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف کی آیت ۶۲ تا ۸۹ کا ترجمہ و تشریح بیان فرمائی۔ آیت ۷۵ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے آپ نے احمدی سکالرز کو تحریک فرمائی کہ وہ آثار قدیمہ کے متعلق تحقیقی کام کریں تاکہ قرآن کریم میں گذشتہ اقوام کے متعلق جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان کا سچا ہونا ثابت کیا جاسکے۔ نیز آیت ۸۱ کی تفسیر کے ضمن میں بھی احمدی سکالرز کو تحقیق کرنے کی تحریک فرمائی کہ گذشتہ قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کریں اور قرآن مجید نے جو یہ ذکر فرمایا ہے کہ قوم لوط میں پائی جانے والی خرابی اس سے پہلے کی کسی قوم میں نہیں تھی اس بیان کی تاریخی طور پر بھی تصدیق ہو اور یہ امر قرآن مجید کی صداقت کا ایک اور عظیم الشان نشان ٹھہرے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

## تحریک جدید

تحریک جدید ایک نہایت ہی مبارک آسمانی تحریک ہے۔ آج سے ۶۱ سال قبل ۱۹۳۴ء میں سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے "تحریک جدید" کا جو پودا لگایا گیا تھا وہ آج تمام دنیا پر محیط ہوگیا ہے اور اس کا فیض زمین کے کناروں تک پہنچ چکا ہے۔ ۱۵۰ ممالک میں احمدیت کا نفوذ، لاتعداد مساجد اور بیوت الذکر اور مشن ہاؤسز کا قیام، لاکھوں افراد کا قبول اسلام، قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر کی مختلف زبانوں میں اشاعت اور دیگر نہایت عظیم الشان تبلیغی و تربیتی دینی مہمات جو دنیا بھر میں جاری ہیں یہ سب "تحریک جدید" کے ہی شیریں ثمرات ہیں۔ اور اب تو اس پاک درخت کی پھل دار شاخیں آگے درختوں کی صورت اختیار کرکے مزید شجرہائے ثمردار میں تبدیل ہورہی ہیں۔ برصغیر ہندوپاکستان سے تحریک جدید کے دور اول کے مجاہدین نے جو مخلصانہ قربانیاں پیش کی تھیں اللہ تعالیٰ نے انہیں قبول فرماتے ہوئے آج ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ خدا کے فضل سے بیرونی مشنز مالی قربانی کے حیرت انگیز نمونے پیش کر رہے ہیں۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ۳ نومبر کے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان کرتے ہوئے مالی قربانی کے الٰہی نظام کی روح اور فلسفہ کو خصوصیت سے احباب کے سامنے پیش کرتے ہوئے نصیحت فرمائی ہے کہ زیادہ سے زیادہ افراد کو اس نظام میں شامل کیا جائے کیونکہ یہ افراد کی روحانی تربیت اور ترقی کے لئے بےحد ضروری ہے۔ خصوصیت کے ساتھ نواحمدیوں کی تربیت و استحکام کے لئے انہیں مالی قربانی کے نظام میں شامل کرنا لازمی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خطبہ کے ساتھ ہی، جو ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعہ ساری دنیا میں براہ راست سنا اور دیکھا جاتا ہے، خصوصی کوششیں شروع ہوچکی ہونگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق بخشے کہ ہم انفرادی و اجتماعی ہر لحاظ سے مالی قربانی کے اس میدان میں بھی آگے قدم بڑھاتے رہیں اور خدا تعالیٰ اپنے بےپایاں فضل سے ہماری ان نہایت معمولی قربانیوں کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے ان کے لامتناہی اجر سے نوازے اور عالمگیر غلبہ اسلام کے جس عظیم مقصد کے لئے یہ تحریک شروع کی گئی تھی وہ مقصد جلد پورا ہو اور ہم اپنی آنکھوں سے وہ دن دیکھیں جب ساری دنیا اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو کر امن کا گہوارہ بن جائے۔

## مجلس انصاراللہ برطانیہ کے زیر اہتمام
# مجلس سوال و جواب

لندن (نمائندہ الفضل)۔ ۲۱ اکتوبر شام ۵ بجے محمود ہال لندن میں مجلس انصار اللہ برطانیہ کے زیر اہتمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ ایک معقول تعداد غیراز جماعت دوستوں کی اس تقریب میں موجود تھی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری سے قبل تقریب کے ابتدائی حصہ میں مکرم محمد اسلم صاحب جاوید، صدر مجلس انصاراللہ یوکے کی درخواست پر مکرم عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن نے مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف، سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ میں بیان کیا اور مہمانوں سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کی تشریف آوری پر اپنے سوالات پیش کریں۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جیسے ہی اسٹیج پر تشریف لائے سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ شروع ہوا۔ آج کی مجلس میں خاص طور پر آیت خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ کے موقف پر استفسار ہوا جس پر حضور انور نے سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ دلچسپی رکھنے والوں کے لئے اس مجلس کی ویڈیو اور آڈیو کیسٹ دستیاب ہے۔

آخر پر بعض افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کرکے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔

**مضمون نگار حضرات سے:** براہ کرم مضامین خوشخط، کاغذ کے ایک طرف حاشیہ چھوڑ کر حوالہ جات سے مزین، اصل کتب سے موازنہ کے بعد بھجوایا کریں۔ تربیت۔ اصلاح معاشرہ تاریخی علمی مضامین اور آپ کے حاصل مطالعہ کی ادارہ بشدت انتظار کرتا ہے۔ (ایڈیٹر)

## احادیث النبی ﷺ

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ نَاسًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ يَأْتُوْنَا بِلُحْمَانٍ وَلَا نَدْرِيْ هَلْ سَمَّوُا اللّٰهَ عَلَيْهَا اَمْ لَا: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهَا ثُمَّ كُلُوْهَا۔

(مؤطا امام مالکؒ کتاب الزکاۃ ۔ التسمیۃ علی الذبیحۃ)

حضرت ہشامؓ بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! گاؤں والے ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ (جانور کو ذبح کرتے وقت) انہوں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا تھا یا نہیں (تو ایسے گوشت کو ہم کیا کریں؟)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر تم بسم اللہ پڑھ لو پھر اس گوشت کو کھالو۔

## صبح موعودہ بصد شاں وقت شام آنے کو ہے

سوئے خاک فرش گردوں سے سلام آنے کو ہے
جلوہ حسن ازل بالائے بام آنے کو ہے
بزم امکاں میں ہے پھر سرگرمئ ورد و سجود
بار یزداں! برزباں یہ کس کا نام آنے کو ہے
مژدہ اے بادہ گساراں! مژدہ اے تشنہ لباں!
بعد اک مدت کے پھر گردش میں جام آنے کو ہے
ہو رہے ہیں جلوہ ہائے صبح صادق ضوفشاں
مرحبا! شام الم کا اختتام آنے کو ہے
منتظر ہے آسماں پہ پھر سے اذن استجاب
منت اشک و دعائے سوز کام آنے کو ہے
آفتاب دین حق ہوتا ہے مغرب سے طلوع
صبح موعودہ بصد شاں وقت شام آنے کو ہے
غلغلہ بردار ہو جائے گا ہر مست خرام
سست رفتارو حذر! وہ تیز گام آنے کو ہے
چرخ نیلی فام پھر کرتا ہے اشکوں سے وضو
ماہ نو اوج فلک پہ بےنیام آنے کو ہے
کہہ رہی ہے اب تو ساحر کوئے جاناں کی نسیم
اس فقیر راہ نشیں کو بھی پیام آنے کو ہے

(ایچ۔ آر۔ ساحر۔ امریکہ)

بقیہ۔ (خلاصہ خطبہ جمعہ ۳ نومبر ۱۹۹۵ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ کے آخر پر مختلف جماعتوں کا موازنہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ تحریک جدید میں مالی قربانی پیش کرنے کے لحاظ سے اس سال جرمنی سب سے اول رہا ہے۔ دوسرے نمبر پر پاکستان ہے۔ امریکہ تیسرے نمبر پر ہے۔ اس کے بعد برطانیہ، کینیڈا اور دیگر بعض ممالک کا نمبر آتا ہے۔ حضور نے نواحمدیوں کو مالی قربانی کے نظام میں شامل کرنے کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ نے نئے آنے والوں سے کچھ کچھ مالی قربانی لینی شروع نہ کی تو انکی تربیت کے آپ اہل نہیں رہیں گے اس لئے نئے آنے والوں کو ضرور شامل کریں۔

حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مالی قربانی کی روح کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے ظاہر کا حق ادا کرنے کی بھی توفیق بخشے۔

(دوسری قسط)

## احمدی مسلم خواتین کی

# عظیم الشان قربانیوں کی دلگداز داستان

## "جو انتہائی شدید خطرات کے وقت بھی بڑی دلیری اور ہمت کے ساتھ ان کا مقابلہ کرتی رہیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کی، خواہ اس کے نتیجہ میں ان کو بڑی سے بڑی قربانی دینی پڑی"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا خواتین سے خطاب

برموقع جلسہ سالانہ جرمنی۔

بتاریخ ۲۶ اگست ۱۹۹۴ء مطابق ۲۶ ظہور ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام ناصر باغ (گروس گیراؤ۔ جرمنی)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

☆ نسیمہ لطیف صاحبہ جمال پور سندھ سے لکھتی ہیں کہ ۲۴ یا ۲۵ مئی ۱۹۸۵ء کا دن تھا کہ عصر کی نماز کے بعد ہماری گوٹھ جمال پور کو سکھر کی پولیس نے گھیرے میں لے لیا اور میرے شوہر لطیف اور آپ کے والد کو بھی گرفتار کر کے لے گئے۔ اور کہا جب تک ایوب نہیں ملتا آپ دونوں ہماری حراست میں رہیں گے۔ یہ ایوب اب خدا کے فضل سے انگلستان پہنچ چکا ہے وہاں ٹھیک ٹھاک ہے سب کچھ۔ لیکن اس نے بہت سختیاں جھیلی ہیں۔ آخر جب ایوب پکڑا گیا تو اس کو ساری ساری رات الٹا لٹکاتے تھے اور ساتھ ڈنڈوں، سوٹوں اور جوتیوں سے مارتے تھے اور کوئی جھوٹ بکوانا چاہتے تھے کہ بتاؤ وہ کون ہے جس نے مولویوں کے ایک مدرسے کو آگ لگائی تھی یا بم وہاں پھینکا تھا۔ حالانکہ کسی احمدی کا کام نہیں تھا۔ تو یہ جب کہتا تھا کہ مجھے علم ہی نہیں۔ مجھے پتہ ہی نہیں یہ کیا واقعات ہیں۔ کیوں ایسی باتیں میری طرف منسوب کر رہے ہو یا کسی اور کی طرف کر رہے ہو تو پھر مارتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں بےہوش ہو جاتا تھا۔ اور میں نے جب انگلستان پہنچا ہے تو اس سے سوال کیا، ایوب سے، کہ یہ چھوٹا بچہ تھا جب ہم گوٹھوں میں جایا کرتے تھے اس لئے تکلف سے ذکر کرنے کی بجائے میں ایک لڑکے کے طور پر ذکر کر رہا ہوں۔ میں نے کہا ایوب تمہیں جب یہ ہو رہا تھا سب کچھ تو تم برداشت کس طرح کرتے تھے۔ تعجب ہے کہ تم میں اتنی برداشت تھی۔ تو اس نے بتایا کہ آپ کو جتنی تکلیف ہو رہی ہے مجھے اس سے کم ہو رہی تھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کچھ اثر کر دیا تھا کہ اس مار کے باوجود الٹا لٹکے ہوئے بھی مجھ میں تکلیف کا احساس ختم ہو گیا تھا۔ اور پولیس والے بھی حیران ہوتے تھے کہ یہ شخص ہے کس چیز کا بنا ہوا؟ اتنا ہم اس کو تکلیف پہنچا رہے ہیں لیکن اس کو کچھ نہیں ہو رہا۔ تو دراصل یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بعض دفعہ خدا اس وقت غیر معمولی طور پر انسان کی حفاظت فرماتا ہے۔

یہی بات مجھے ۷۴ء کے فسادات کے دنوں میں ایک اور احمدی نے بتائی جن کو اینٹوں سے کوٹا گیا تھا۔ ان کا منہ جو تھا وہ کرچیوں کا ایک تھیلا بن چکا تھا۔ ہڈیاں ٹوٹیں، دانت ٹوٹے اور بہت ہی دردناک حالت تھی اور خدا نے بچا لیا۔ بعد میں جب سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہو گیا تو تب بھی ان کا منہ بےچارے کا اسی طرح زخموں سے بگڑا ہوا تھا۔ ان سے میں نے ایک دفعہ پوچھا کہ آپ مجھے بتائیں کہ اس وقت آپ کی حالت کیا تھی جب اس قدر خوفناک سزا دی جا رہی تھی اینٹوں سے منہ کوٹنا کوئی معمولی بات تو نہیں ہے۔ تو مسکرا کے کہا کہ چپ ہی کر جائیں لوگ یہی سمجھتے ہیں میں نے بڑی قربانی کی ہے۔ مگر مجھے تو کچھ بھی نہیں پتہ لگا۔ اور اس وقت مجھے سمجھ آئی کہ لوگ شہادت کی دعائیں کیوں کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہو کر تکلیفیں اٹھا کر، زخم کھا کر، پھر کیوں شہادت کی دعائیں کیا کرتے تھے۔ خدا اپنے فضل کے ساتھ اس وقت ایسی تائید فرماتا ہے کہ انسان کو شدید زخموں کے باوجود وہ دکھ نہیں ہوتا جو دشمن سمجھتا ہے کہ اسے ہم پہنچا رہے ہیں۔ اب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہر زخمی ہونے والے کی یہی کیفیت ہوگی مگر یہ ایسی دو گواہیاں ہیں جن کا میں خود گواہ ہوں اور بلاتکلف انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے موقع پر ہماری حفاظت فرماتا رہا ہے۔

چنانچہ لکھتی ہیں سندھیوں کی طرف سے ہمیں پیغام آنے شروع ہوئے کہ ہم آپ کے گھروں اور بچوں — — — — — کی حفاظت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن نسیمہ نے انہیں جواب دیا کہ ہم اپنے گھروں کی حفاظت خود کریں گے۔ چنانچہ وہ کہتی ہیں کہ ہم نے خود پہرے دئے۔ لطیف صاحب اور والد صاحب کی طرف سے بہت پریشانی تھی کہ نامعلوم کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ ان کے ساتھ ستائیس (۲۷) اور احمدیوں کو بھی گرفتار کر کے لے گئے۔ سکھر کے حالات سنگین صورت اختیار کر گئے۔ احمدیوں کی آزادی سلب ہو گئی۔ گیارہ احمدی شہید ہو گئے۔ ان حالات میں سکھر کی نئی قیادت کی ضرورت تھی۔ وہ کہتی ہیں کہ اس وقت میرے شوہر لطیف کے سوا کوئی اور ایسی چیز نہیں تھی جو میں دین کے لئے پیش کر سکتی اور میں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ یہ توفیق دے کہ میں اپنا پیارا خاوند دین کے لئے پیش کر دوں۔ کہتی ہیں ایسی یہ دعا میری قبول ہوئی کہ ان شدید خطرات کے دنوں میں جبکہ سکھر جانا ہی ایک احمدی کے لئے خطرے کا موجب تھا ان کے میاں کو سکھر کا امیر مقرر کر دیا گیا اور ان کو لازماً اپنا زمیندارہ چھوڑ کر سکھر جانا پڑا اور یہ نسیمہ بھی ان کے ساتھ وہاں رہیں۔

کیونکہ میں اس زمانے میں ان سب لوگوں سے رابطے رکھتا تھا اور میری خدمات میں اولین خدمت ان حادثات سے متاثر ہونے والوں کے لئے وقف تھیں۔ اس لئے میں جانتا ہوں ان کے ساتھ میرا مسلسل رابطہ رہا اور بڑے حوصلے اور ہمت سے نسیمہ اور ان کے والد اور لطیف کے والد اور پھر ان کے بچوں نے غیر معمولی بہادری اور ہمت سے احمدیت کی خاطر اپنے دوسرے مظلوم بھائیوں کی حفاظت کی اور ان کے مقدمے لڑے اور ان کی ضرورتیں پوری کیں اور اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے فضل سے ان کو بھی خطرات سے بچا لیا۔

ایک دفعہ انہوں نے مجھے لکھا کہ ہمارے گھروں کے اوپر موت کے نشان لگ چکے ہیں اور حملہ آور بھی آتے رہے ہیں اور ہمیں متنبہ کر دیا گیا ہے کہ اب تمہاری زندگی کے چند دن رہ گئے ہیں اور ساتھ ہی مجھے تسلی دی کہ آپ بالکل مطمئن رہیں، ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جو مرضی کرنا ہے کریں ہم ایک ذرہ بھی اس جگہ سے نہیں ہٹیں گے۔ جو منصب جماعت نے ہمارے سپرد کیا ہے ہم اس پر قائم رہیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو منصب پر بھی قائم رکھا اور ان کی حفاظت بھی فرمائی۔

یہ خود بیان کرتی ہیں، اس قسم کی دھمکیوں کے متعلق کہتی ہیں ایک دن گیٹ پر ایک نامعلوم خط پڑا ملا۔ ایسے ہی خطوط پہلے شہداء کو بھی لکھے جاتے تھے۔ جو گیارہ شہید ہوئے تھے ان میں سے کچھ تو اکٹھے ایک جگہ شہید ہوئے تھے، کچھ کو پہلے خط ملتا تھا اور بتایا جاتا تھا کہ تمہاری موت سر پر کھڑی ہے ابھی توبہ کر لو اور جب وہ ثابت قدم رہتا تھا تو پھر عین وقت مقررہ پر اسی طرح شہید کیا جاتا تھا۔ کہتی ہیں ایک دفعہ میں نے دروازہ کھولا تو میرے دروازے پر بھی وہ خط پڑا ہوا تھا۔ خط ہاتھ میں پکڑے ہوئے میرا جسم کانپ رہا تھا۔ دکھ کی شدت سے وہاں کھڑے کھڑے بےساختہ انتہائی گریہ وزاری سے اپنے مولا کے حضور التجا کی کہ یا باری تعالیٰ اتنی جلدی! تین چار سال اور تو ہمیں خدمت کا موقع دیا ہوتا۔ اللہ نے ہی پھر حفاظت فرمائی اور وہ خط بےاثر رہا۔

☆ خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ محمد زمان صاحب لکھتی ہیں میں نے شروع سے ہی احمدیت کی راہ میں بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں، بہت ظلم برداشت کئے ہیں۔ چنیوٹ میں ہماری رہائش تھی۔ ایک دفعہ جلوس کی شکل میں مخالفین اکٹھے ہو کر آ گئے اور گھر کو آگ لگانے کی کوشش کی۔ ہمسایوں نے بڑی بہادری سے دفاع کیا اور اللہ نے اپنے فضل سے ہمیں محفوظ رکھا۔

یہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اکثر جگہ یہ دیکھا گیا ہے کہ غیر احمدی شرفاء نے اپنے ہمسایوں کی اگر ظاہری نہیں تو خفیہ مدد ضرور کی ہے۔ یہ اس لئے میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ ساری قوم کو ہم ملزم نہیں کر سکتے، ساری قوم مجرم نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں شدید ترین مخالفت کے دوران بھی شرافت کی رگ ضرور زندہ رہی ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو احمدیوں کے اوپر جو ان کے بدارادے تھے ان کا بہت بھیانک نتیجہ نکل سکتا تھا۔ میں نے چونکہ بعد میں تاریخ اکٹھی کرنے کی خاطر وقف جدید کے زمانے میں اپنے معلم بھیج کر، انسپکٹر بھیج کر یا ویسے جماعتوں کو لکھ کر حالات اکٹھے کرنے شروع کئے تو اس دوران مجھے معلوم ہوا کہ بہت سے غیر احمدی شرفا ایسے تھے جنہوں نے خود اپنی جان پر خطرہ مول لینے کے باوجود اپنے احمدی ہمسایوں کو بچانے کی کوشش کی۔ اس لئے میں نے جب گزشتہ جلسے میں مولویوں پر اور شدید مولویوں پر بددعا کی جماعت کو اجازت دی تھی تو تاکید کی تھی کہ عامۃ الناس کے خلاف کوئی بددعا نہیں کرنی۔ انہی میں بڑے بڑے قیمتی جوہر چھپے ہوئے ہیں اور اللہ توفیق عطا فرمائے گا تو ان جان لینے والوں میں سے جان قربان کرنے والے کثرت سے نکلیں گے۔ آپ سب لوگ بھی تو اسی معاشرے سے نکل کر آئے ہیں۔ اس لئے دعا یہ کریں کہ اللہ تعالیٰ اب یہ آزمائش کے دن جس میں خود اس نے ہمیں اپنے ہی فضل کے ساتھ صبر کی توفیق بخشی ہے، یہ دن اب ٹال دے اور نتائج اور ثواب کے دن چل پڑیں۔ اجر کے دن چل پڑیں اور لامتناہی ہو جائیں۔ اس قدر ان مظلوموں کی آہوں کو قبول کرتے ہوئے، ان پر رحم فرماتے ہوئے عالمگیر جماعت پر برکتیں نازل فرمائے کہ ان کا شمار کرنا ممکن نہ رہے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس دور میں ہم داخل ہو چکے ہیں۔ جو آج تک آپ لوگ دیکھ چکے ہیں یا آپ خواتین دیکھی رہی ہیں، ہر سال دیکھیں کتنے بڑے سے بڑے فضل لے کر آ رہا ہے۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ آئندہ چند سالوں میں عظیم انقلاب رونما ہونے شروع ہو جائیں گے اور ملکوں کے ملک اور قوموں کی قومیں انشاء اللہ احمدیت میں داخل ہو نگی۔ لیکن آپ یاد رکھیں کہ یہ ساری باتیں ان احمدی مظلوموں کی آہوں کا ثمرہ ہیں، ان مار کھانے والے بچوں کی بلکتی ہوئی دعاؤں کا ثمرہ ہیں، ان سسکیوں کا ثمرہ ہیں جو ماؤں نے لیں جو اپنے بچوں اور بچیوں کے زخمی ہاتھ دیکھ کر کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ ہم بھول سکتے ہیں ان باتوں کو اور بسا اوقات قومیں اپنی ایسی دردناک تاریخ کو بھلا بھی دیا کرتی ہیں مگر خدا نہیں بھولتا۔ اس کی قربانی کرنے والے کی ایک ایک ادا پر نظر ہوتی ہے۔ اس کی ایک ایک سانس کی قیمت ادا کرتا ہے۔ ہر دکھ کے بدلے احسانات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر دیتا ہے۔ پس اب جو کچھ فضل جماعت پر ہو رہے ہیں اور یہاں آنے کے بعد جو آپ لوگوں کی کایا پلٹی ہے تو ہمیشہ ان مظلوموں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ان غریبوں اور بےکسوں اور بےسہاروں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جنہوں نے عظیم قربانیاں پیش کیں مگر اپنے ایمان کو بچایا اور راہ صداقت پر ثابت قدم رہیں۔ ان عورتوں


DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

کی قربانیاں بھی ہمیشہ انشاء اللہ احمدیت کی تاریخ میں زندہ رہیں گی اور اس لائق ہیں کہ زندہ رکھی جائیں۔ اسی لئے میں نے یہ مضمون شروع کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باقاعدہ لجنات کو مقرر کر کے ایسے تمام گھروں کی فہرستیں بنوا کر، ان کے دروازے کھٹکھٹا کھٹکھٹا کر وہاں سے یہ واقعات اکٹھے کئے گئے ہیں۔ ورنہ یہ واقعات ان کے ساتھ خاموشی کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو جاتے اور ہماری تاریخ کا ایک قیمتی سرمایہ ہمارے ہاتھ سے نکل جاتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا کیونکہ جماعت احمدیہ کی خواتین کی قربانیاں معمولی نہیں۔ ایسی نہیں ہیں کہ انہیں سو یا دو سو یا چار سو صفحات پر بھی محفوظ کیا جا سکے۔ کئی سلسلے کتابوں کے لکھے جا سکتے ہیں اور ابھی تو ہم نے مختصراً ان کے دل کے تاثرات لکھے ہیں۔ کئی مہینے تک روزانہ جو ان مظلوموں پر گزرتی رہی اور جن دردناک حالات سے وہ گزریں ان کا شمار کرنا، ان کا احاطہ کرنا بہت مشکل کام ہے۔

پس لجنہ اماء اللہ جرمنی کو بھی چاہئے کہ یہاں بھی وہ ایسی خواتین جو مختلف سخت وقتوں سے گزر کر آئی ہیں ان کا تتبع کریں، ان کی فہرستیں تیار کریں اور ان کی آپ بیتی خود ان کی زبان سے لکھوائیں۔ اگر زبان کمزور ہے تو اصلاح نہ کریں، جس زبان میں وہ لکھواتی ہیں اسی طرح لکھ دیں۔ اگر پنجابی بولتی ہیں تو پنجابی میں لکھ دیں۔ مگر جو حقیقت میں اس کی زبان کا لطف ہے جس پر سے گزری ہو وہ خواہ کیسی اچھی زبان ہو دوسرے کی زبان میں بات پیدا نہیں ہو سکتی۔ جس کے دل پر گزرتی ہے اس کے ٹوٹے پھوٹے فقرے میں بھی زیادہ طاقت ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ کوئی اچھا قلم کار اس کی جگہ اس کے واقعہ کو بیان کرنے کی کوشش کرے۔ پس آپ سب کے پاس یہ جو امانتیں ہیں ان کی حفاظت کریں اور آئندہ اپنی نسلوں کو بھی یہ باتیں سناتی رہیں کیونکہ یہ احمدیت کے قیمتی سرمائے ہیں۔ یہ سرمائے نہیں، وہ سرمایہ کاری ہے جس کا ہم آج پھل کھا رہے ہیں اور کل بھی کھاتے رہیں گے۔ ساری صدی اس سرمایہ کاری کا پھل کھاتی رہے گی مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم آرام پسندی اور تعیش کی زندگی میں داخل ہو جائیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس حقیقت کو چمٹے رہیں کہ قوموں کی زندگی ان کے ایثار پر وابستہ ہے۔ شہیدوں کے خون میں ہی قوموں کی حیات کا راز مضمر ہے۔ آب حیات کے قصے آپ نے سنے ہیں، ہر دوسرا قصہ جھوٹ ہے مگر شہید کا خون یقیناً آب حیات کا حکم رکھتا ہے۔ یہی بات ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے۔ "بل احیاء ولکن لا تشعرون" شہیدوں کو مرا ہوا نہ کہو وہ تو زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں ہے۔ پس یہ وہ آب حیات ہے جس کے جسم سے بہتا ہے اسے بھی زندہ کر جاتا ہے اور آنے والی نسلوں پر جن پر ان قربانیوں کے چھینٹے پڑتے ہیں ان کو بھی زندہ کر جاتا ہے۔ پس اس آب حیات کی قدر سمجھیں اور ان قربانیوں کے ساتھ چمٹی رہیں۔ آئندہ نسلوں کو بھی ہمیشہ قربانیوں پر آمادہ کرتی رہیں۔ اور یہ نہ سمجھیں کہ یہ قربانیوں کا دور صرف پاکستان کی حد تک ہی محدود ہے یا محدود رہے گا۔ جب بھی روحانی قومیں، جب بھی مذہبی قومیں دنیا میں ترقی کرتی ہیں تو ان کی ترقی کے ساتھ ساتھ حسد کی آگ ضرور بھڑکتی ہے۔ اور ملک کا نام چاہے کوئی بھی ہو، خواہ وہ مشرق کا ملک ہو خواہ مغرب کا ملک ہو جب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ الٰہی جماعتیں نشوونما پاتی ہیں تو ان پر مظالم ہوتے ہیں اور بہت سخت مظالم ہوتے ہیں۔ یورپ کی زمین بھی اس بات پر گواہ ہے کہ مذہب کے نام پر یہاں بہت شدید مظالم کئے گئے ہیں پس آپ امن میں نہیں ہیں۔ اگر یہ سمجھتی ہیں کہ آپ ہمیشہ کے لئے دنیا کے مظالم کے ہاتھوں سے امن میں آچکی ہیں تو یہ غلط خیال ہے۔ امن صرف اللہ کی حفاظت میں ہے۔ اللہ کے پیار میں ہے۔ اللہ ہی کی محبت ہے جو آپ کے امن کی ضمانت دے سکتی ہے۔ اس کے سوا کوئی ملک، کوئی قوم، کسی بڑی قوم کے ساتھ دوستی اور تعلقات آپ کے امن کی ضمانت نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ زمانہ جرمنی پہ بھی آ سکتا ہے، انگلستان پہ بھی آ سکتا ہے، یورپ کی دوسری قوموں پر بھی، فرانس پر اور سپین پر، سویٹزرلینڈ پر یہ زمانے آ سکتے ہیں۔ مگر وہی ان زمانوں کو دیکھیں گے جو ترقی کریں گے اور جن کی ترقی اس تیز رفتاری کے ساتھ ہونی شروع ہو جائے گی کہ قومیں سمجھیں گی کہ اب یہ غالب آنے والے ہیں۔

پس سب سے پہلے یہ خطرہ مجھے جرمنی میں محسوس ہو رہا ہے۔ کیونکہ آج یورپ میں سب سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ جرمنی کی جماعت ترقی کر رہی ہے۔ پس آج جب میں یہ بات کہہ رہا ہوں تو آپ کو عجیب لگے گا۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے تمام مذہب کی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ جس جگہ بھی، جس ملک میں بھی، جس قوم میں بھی خدا کے پیغام نے ترقی کی ہے، خدا والوں نے ترقی کی ہے وہاں ضرور شدید ردعمل ظاہر ہوتا ہے۔ آج نہیں تو کل ایسا ہوگا۔ اس وقت کے لئے تیاری کریں۔ اس وقت کی تیاری کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے بچوں کو، اپنی نسلوں کو ان قربانیوں کے تذکرے، قصے سناتی رہیں۔ ان کے دلوں میں عزم پیدا کرنے کے لئے، ڈرانے کے لئے نہیں۔ اس حکمت کے ساتھ اور اس پورے عزم کے ساتھ کہ آپ کے تذکرے ان کے دل میں خوف نہیں بلکہ قربانی کے لئے ولولے پیدا کریں، نئے جوش سے ان کو بھر دیں اور وہ اپنے آپ کو ہمیشہ اس بات پر تیار پائیں کہ خدا کی خاطر دنیا کی جو سرزمین بھی خون مانگے گی وہ اپنا خون پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں گے۔

اگر احمدی مائیں اس نصیحت پر عمل کریں تو پھر احمدیت کو دنیا میں کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ ایسی عظیم مائیں ہی ہیں جو اپنے دودھ میں بچوں کو قربانیوں کی تمنائیں پلاتی ہیں، شہادت کی آرزوئیں پلاتی ہیں اور صبر و استقامت کے راز پلاتی ہیں۔ اور ایسی ماؤں کے بچے ہمیشہ قوموں کی زندگی کا موجب بنا کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ فرماتا ہے کہ جب شہید بھی ہو جائیں تو ان کو مردہ نہ کہو کیونکہ وہ تو ہمیشہ کے لئے زندہ کر دئے گئے ہیں۔ لیکن ضروری نہیں کہ کل یہ واقعہ ہو یا پرسوں یا آئندہ کسی وقت۔ لیکن میں تاریخ پر نظر رکھتے ہوئے آپ کو بتا رہا ہوں کہ خدا کی خاطر ترقی کرنے والی قومیں جو للہی آگے قدم بڑھاتی ہیں ان کے راستے میں ضرور گڑھے کھودے جاتے ہیں۔ ان کو ضرور آزمائشوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اللہ پر توکل رکھتے ہوئے اس طرح قربانی کے رستے پر آگے بڑھیں گی تو تمام آگیں آپ کے لئے ٹھنڈی کر دی جائیں گی۔ ہر تکلیف دوسروں کو دکھائی دے گی مگر آپ خوشی کے ساتھ مسکراتی ہوئی ان تکلیفوں میں سے گزر جائیں گی۔ ہمیشہ سے یہی ہوا ہے اور یہی ابراہیمی سنت کی روح ہے جو قرآن کریم نے ہمارے لئے ہمیشہ کے لئے محفوظ فرما دی ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ جب ابراہیم کو آگ میں ڈالنے کی تیاری ہو رہی تھی اور آگ میں جھونکنے کے لئے قوم تیار ہو چکی تھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یا نار کونی برداً و سلاماً علی ابراھیم" ۔ اے آگ میرے بندے ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا اور وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ یہ وہ حقیقت ہے جو ہمیشہ سے ابراہیمی صفت لوگوں کے حق میں پوری ہوتی چلی آئی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں یہ ماضی کا واقعہ ہے، ہزاروں سال پہلے کی بات ہے، صرف ابراہیم کے لئے ہوئی تھی، مگر ہرگز نہیں۔ ابراہیمی صفت رکھنے والے ہر بندے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے یہ آواز اترتی ہے کہ "یا نار کونی برداً و سلاماً علیٰ ابراھیم" آپ جن کو نہایت تکلیف اور دکھوں کی حالت میں جان دیتے ہوئے دیکھتے ہیں، جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آپ کو کیا پتہ کہ ان کی اپنی کیفیت کیا تھی۔ یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان کو سکینت بخشتے ہیں، ان کو اطمینان دلاتے ہیں، ان کے غموں کا ساتھی بن جاتے ہیں، ان کو آئندہ کی خوش خبریاں دیتے ہیں۔ اور یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں اپنے منہ سے نہیں، قرآن نے یہ بات سکھائی ہے۔ قرآن ہی کا پیغام میں آپ تک پہنچاتا رہا ہوں ۔ قرآن کریم فرماتا ہے "ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا" یقیناً وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے "ثم استقاموا" پھر اس بات پر قائم ہو جاتے ہیں اور کوئی آندھی، کوئی زلزلہ ان کو اپنی بات سے ٹال نہیں سکتا۔ پھر کیا ہوتا ہے "تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا" کثرت سے ان پر آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ خوف نہیں کرنا اور جو کچھ تم نے کھو دیا ہے اس پر غم نہیں کرنا۔ "نحن اولیاء کم فی الحیاۃ الدنیا" ہمیں تو خدا نے اس لئے بھیجا ہے کہ اگر تم اس دنیا میں خوش رہو تو تب بھی اس دنیا میں ہم تمہارے ساتھ رہیں گے "وفی الاخرۃ" اور آخرت میں بھی تمہارا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ پس یہ ایک حق بات ہے۔ جو شہید ہوئے اور اس دنیا میں چلے گئے ان سے ہم پوچھ تو نہیں سکتے مگر جو شہادت کے قریب پہنچے اور واپس آئے وہ سب اس بات پر گواہ ہیں کہ جب خدا کی خاطر انہوں نے استقامت دکھائی تو واقعۃً ان کے دلوں پر فرشتے نازل ہوئے ہیں، ان کو غیر معمولی استقامت بخشی ہے۔ اور وہ آگ جو دنیا کو آگ دکھائی دے رہی تھی ان کے لئے گلزار بن جاتی رہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

جن کے دل میں اللہ کا پیار ہے ان پر آگ حرام کر دی جاتی ہے۔ وہ مر بھی جائیں تو زندہ رہتے ہیں۔ وہ زندہ رہیں تو فاتح اور غازی بن کر زندہ رہتے ہیں۔ پس آنے والی نسلوں کو اسی راہ پر گامزن رکھیں۔ آپ کل کی مائیں، آپ کل کی قوم کی سردار ہیں۔ آپ وہ ہیں جن کے متعلق حضرت محمد رسول اللہ نے فرمایا کہ ماؤں کے پاؤں تلے جنت ہے۔ آپ ہی کے پاؤں تلے جنت ہے اگر آپ جیسا کہ میں نے آپ سے عرض کیا ہے قرآنی تعلیم کے مطابق اپنے بچوں کی پرورش کریں۔ لیکن اگر آپ نے ویسا نہ کیا تو اس جنت کی پھر کوئی ضمانت نہیں ہے۔ ماؤں کے پاؤں تلے سے بعض لوگ جہنم بھی لے لیتے ہیں۔ مگر میں یقین رکھتا ہوں، مجھے ذرہ بھی شک نہیں کہ انشاء اللہ احمدی مائیں نسلاً بعد نسل ایسی مائیں بنی رہیں گی جن کے پاؤں تلے سے ان کی اولادیں جنت حاصل کرتی رہیں گی۔ اللہ ان جنتوں کو دائمی کر دے۔ آپ کو اپنا پیار اور حقیقی پیار عطا کرے۔ وہ محبت عطا کرے جس محبت کے بعد ہر قربانی آسان دکھائی دیتی ہے۔ اور حقیقت میں یہ للہی محبت ہی ہے جس کے ذریعے سے قربانیاں آسان ہوتی ہیں۔

میں نے آپ کے سامنے یہ واقعات رکھے ہیں۔ اب میں ان واقعات کے بعد آپ کو حوصلہ دینے کی جو کوشش کر رہا ہوں اس کی ایک وجہ ہے کیونکہ میں نے یہ واقعات آپ کو ڈرانے کے لئے نہیں بتائے تھے، آپ کو سہما دینے کے لئے نہیں بتائے تھے بلکہ اس لئے بتائے تھے کہ آپ اپنے سے پہلے گزرنے والی نسلوں کی قربانیوں کو یاد رکھیں۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کے لئے اپنے دل میں نئے ولولے اور نئے عزم پیدا کریں۔ اور ان ولولوں اور ان عزموں کی حفاظت کریں۔ اور ان مشکلات کی راہ سے گزرنے کا آسان راستہ بھی میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ یہ ہر مشکل راہ محبت سے آسان ہوتی ہے۔ محبت خواہ دنیا کی بھی ہو ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے۔ مجنوں پر کیا گزری تھی کہ عمر بھر دشت پیمائی کرتا رہا۔ صحرا نوردی اس کا مقدر بن گیا۔ لیکن اس میں کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی کیونکہ وہ لیلیٰ کی تلاش میں صحرا صحرا کی ریت چھانتا پھرا اور اس امید پر کہ لیلیٰ کا محمل کبھی یہاں سے گزرے گا تو میں ایک نظر اس کو دیکھ لوں گا اس نے اتنی شدید مشقتیں برداشت کیں۔ تو کیا اللہ کی محبت مجنوں کی محبت سے بھی کم درجے کی ہے۔ لیلیٰ کی محبت سے بھی کم درجے کی ہے۔ کیا خدا کے عاشق مجنوں سے کم مرتبہ ہوتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ محبت میں ایک عظیم طاقت ہے، ایک ناقابل بیان قوت ہے جس کے ذریعے انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ مشکل سے مشکل کام اس پر آسان ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ شعر میں نے پہلے بھی شاید آپ کو سنائے ہیں، کتنا پیارا کلام ہے، محبت کی طاقت کے متعلق فرماتے ہیں:

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کردی

اے محبت میں تجھ پر قربان جاؤں، "عجب آثار نمایاں کردی" تو نے تو حیرت انگیز آثار ظاہر کر دئے "زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کردی" تو نے یار کے رستے میں زخم اور مرہم کو ایک جیسا ہی بنا دیا ہے۔ جیسے مرہم میں آرام ملتا ہے ویسے ہی یار کی راہ میں زخم کھانے سے آرام ملتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

Kenssy
Fried Chicken
TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

# خطبہ جمعہ

## میں وہ دن دیکھ رہا ہوں جب اس صدی سے پہلے کروڑوں کی تعداد میں ایک ایک سال میں احمدی ہونگے۔

### اب وقت آگیا ہے کہ ایک ایک احمدی کو کاموں میں لپیٹ لیں۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۲ ستمبر ۱۹۹۵ء مطابق ۲۲ تبوک ۱۳۷۴ ھجری شمسی بمقام نن سپیٹ ہالینڈ

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العلمين* الرحمٰن الرحيم* ملك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ جب سے دعوت الی اللہ کے کام میں بیدار ہوکر مصروف ہوگئی ہے مولویوں کے کیمپ میں تو گویا کھلبلی مچ گئی ہے۔ پہلے یہ کہا کرتے تھے کہ یہ بہت آگے بڑھ رہے ہیں، بہت تیزی سے ترقی کر رہے ہیں کچھ فکر کرو اور کچھ پیسے دو کچھ ہم بھی کام کریں مقابل پر ہمیں بھی کچھ نہ کچھ کرکے دکھانا ہوگا۔ اور اب کہہ رہے ہیں کہ سب گپیں مار رہے ہیں بالکل ترقی نہیں کر رہے صرف ہماری ترقی سے حسد کرتے ہوئے اب انہوں نے بوکھلا کے یہ باتیں شروع کردیں کہ ہم بہت ترقی کر رہے ہیں۔ یہ جو اچانک پلٹا کھایا ہے انہوں نے، یہ اس بات کا غماز ہے کہ بہت گہری چوٹ پڑی ہے۔ بھنا گئے ہیں، ابھی تک ان کو ہوش نہیں آرہی کہ ہم کریں تو کیا کریں، کس طرح احمدیت کے رستے روکیں۔ لیکن جتنا یہ رستے روکنے کی کوشش کریں گے یہ قطعی یقینی بات ہے اٹل ہے کہ اتنا ہی تیزی سے جماعت اور زیادہ ترقی کرتی چلی جائے گی۔ اب تو ان کی حسرتوں کے دن آ رہے ہیں جو بڑھتے چلے جائیں گے اب تو ہماری مرادیں پانے کے دن آرہے ہیں اور مرادوں والی راتیں آ رہی ہیں۔ دن بھی ترقی ہوگی اور رات بھی ترقی ہوگی اور ہوتی چلی جائے گی کوئی دنیا کی طاقت نہیں جو اس تقدیر کو اب بدل سکے۔ وہ آثار ہم دیکھ رہے ہیں کس رفتار سے اللہ تعالیٰ ہمیں آگے بڑھا رہا ہے اور آگے بڑھاتا چلا جائے گا۔ اب تو لاکھوں پر خوشی ہورہی ہے میں وہ دن دیکھ رہا ہوں جب اس صدی سے پہلے کروڑوں کی تعداد میں ایک ایک سال میں احمدی ہوں گے۔ اب فکر ہے تو سنبھالنے کا فکر ہے۔ مجھے تو بس یہی ایک فکر لگا رہتا ہے کہ ان آنے والے مہمانوں کو سنبھالیں کیسے، کس طرح ان کی عزت افزائی بھی کریں اور ان کو اپنی ذمہ داریاں بھی سمجھائیں تاکہ یہ ہمارے ساتھ DEADWEIGHT کے طور پر نہ چلیں بلکہ بوجھ اٹھانے والے ساتھی بن جائیں۔ کیوں کہ جتنی آئندہ رفتار میں ترقی دکھائی دے رہی ہے اس رفتار کے ساتھ ہمیں بہت سے کارکنوں کی ضرورت ہے جو ان کو سنبھالیں، ان کو ساتھ لے کر چلیں اور نئے آنے والوں میں سے ہمیں لازماً وہ تیار کرنے ہونگے۔

اس وجہ سے میں بہت دیر سے زور دے رہا ہوں کہ اگر آپ نئے آنے والوں کی تربیت کرنا چاہتے ہیں تو ان پر کام کے بوجھ ڈالیں۔ میرا لمبا تجربہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں جو پیدائشی احمدی بھی ہوں جب تک ان پر کام کے بوجھ نہ ڈالے جائیں وہ چمکتے نہیں۔ ان کی صلاحیتیں خوابیدہ رہتی ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو یوں دکھائی دیتے ہیں جیسے کنارے کے احمدی ہیں ان سے بھلا کیا کام لیا جاسکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ عجیب فطرت رکھی ہے کہ مومن پر جب بوجھ ڈالا جاتا ہے تو اور ترقی کرتا ہے اور بوجھ بھی ایک ایسا بوجھ ہے جس کو اٹھاکر وہ زیادہ ہلکے قدم ہوکر اور بھی تیزی سے چلتا ہے۔ اس سے پہلے اس کے قدم بوجھل ہوتے ہیں اس کا دل بھاری ہوتا ہے اس کو نماز کی طرف بھی بلاؤ تو بوجھل قدموں سے آتا ہے لیکن جب وہ اس قابل ہو کہ اس پر نماز پر لانے کی ذمہ داری ڈالی جائے۔ تو پھر وہ ہلکے قدموں سے دوسروں کو لینے کے لئے چلتا ہے اور تھکتا نہیں، دن کو بھی یہ کام کرتا ہے رات کو بھی یہ کام کرتا ہے۔ پس بوجھ میں جو دین کا بوجھ ہے، خصوصیت سے جو اللہ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کا بوجھ ہے حقیقت یہ ہے کہ مومن پر وہ بوجھ، بوجھ نہیں ہوتا بلکہ اسے اور بھی زیادہ ہلکا کردیتا ہے، اس کی زندگی میں ایک تروتازگی پیدا ہوجاتی ہے، اس کے سانس ہلکے ہو جاتے ہیں، لطف آتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو مذہب سے دور ہوں جن کو مذہب سے آشنائی نہ ہو جن کو خدا کا تعارف نہ ہو جن کو اللہ سے محبت نہ ہو ان کے لئے قرآن ایک دوسری مثال پیش کرتا ہے۔ ان کو جب نیک کاموں کی طرف بلایا جائے تو اس طرح چڑھتے ہیں جیسے دل کا مریض سیڑھیاں چڑھ رہا ہو اور اس کی سانس تنگ سے تنگ تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس کا سینہ بوجھل ہو جاتا ہے تو دیکھو ان دونوں میں کتنا فرق ہے۔ ایک وہ ہیں کہ جن پر جب بوجھ ڈالے جائیں تو وہ اور زیادہ ہلکے قدموں کے ساتھ، خوشی کے ساتھ، ذوق شوق سے آگے بڑھتے ہیں اور مزید کا مطالبہ کرتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کو معمولی کاموں کی طرف بلاؤ تو تب بھی ان کے دل بھاری ہو جاتے ہیں۔

> اب تو ہماری مرادیں پانے کے دن آرہے ہیں اور مرادوں والی راتیں آرہی ہیں۔ دن بھی ترقی ہوگی اور رات بھی ترقی ہوگی اور ہوتی چلی جائے گی۔ کوئی دنیا کی طاقت نہیں جو اس تقدیر کو اب بدل سکے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ جو نظام مقرر کیا ہے اس کے ساتھ ایک دعا بھی جاری فرمائی ہے اور وہ دعا یہ ہے "ربنا لا تحملنا ما لا طاقة لنا به" کہ اے ہمارے اللہ، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈالنا جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہوں۔ اب یہ مضمون پہلے بھی میں کھول چکا ہوں اس وقت جو باتیں پہلے کرچکا ہوں ان کو نہیں دھراؤنگا۔ صرف یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ اس سے غلط فہمی شاید یہ پیدا ہوجاتی ہے کہ مومن بوجھ سے بھاگ رہا ہے اور اسے خوف ہے کہ اللہ اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈال دے گا۔ طاقت کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ استطاعت اور چیز ہے اور طاقت اور چیز ہے۔ ایک انسان جو بہت زیادہ کھانے کی استطاعت رکھتا ہو جب بیمار ہو جائے تو بہت تھوڑا کھانے کی طاقت رکھتا ہے۔ ان دو چیزوں میں بہت فرق ہے۔ یہ تو ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ استطاعت سے بڑھ کر بوجھ ڈال دے ہاں جتنی استطاعت عطا فرمائی ہے ہم اسے استعمال نہ کر رہے ہوں اور کمزور ہورہے ہوں، ہمیں ٹانگیں دی ہیں ہمیں بازو دیئے ہیں، ہم ان کو استعمال نہ کریں اور عدم استعمال کی وجہ سے ایسے لاغر ہو جائیں کہ اگر لمبا عرصہ استعمال چھوڑ دیں تو بعض دفعہ لوگوں کو ہمیں اٹھائے لئے پھرنا پڑے گا۔ اگر بچوں کو چلنے کی تربیت نہ دی جائے تو آٹھ دس سال کی عمر تک اسی طرح رہنے دیں تو شاید ان کو چلنا آئے ہی نہ پھر۔ اگر بولنے کی تربیت نہ دی جائے تو اس پر تو سائنس دانوں نے تجربے کئے ہیں کہ اگر گیارہ بارہ سال تک صلاحیتوں کے باوجود، استطاعت کے باوجود، بچے کی طاقت کو استعمال نہ کیا جائے اور اسے تربیت نہ دی جائے تو اس کے بعد پھر کبھی سیکھ ہی نہیں سکتا، اس کی صلاحیت مرجاتی ہے۔ پس یہ وہم دل سے نکال دیں کہ آپ کو خدا نے یہ دعا سکھائی ہے کہ ہماری استطاعت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈالنا، یہ دعا نہیں یہ تو خدا تعالیٰ کے لئے ایک دشنام دہی ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک اللہ ایسا عقل سے خالی ہے کہ وہ لوگوں پر جتنی استطاعت کا ان کو بنایا ہے اس سے بڑھ کر بوجھ ڈالتا پھرے، یہ تو خدا تعالیٰ کی ہستی

پر الزام ہے، یہ دعا نہیں ہے۔ اس لئے یاد رکھیں کہ "لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ" میں مراد یہ ہے کہ تونے ہمیں بہت استطاعتیں بخشی ہیں غیر معمولی صلاحیتیں عطا کی ہیں ہم ایسے نکمے ہیں کہ انہیں استعمال نہیں کرسکے جس کی وجہ سے سردست ہم میں طاقت نہیں ہے۔ اس کے بعد اسی لئے مغفرت کا مضمون شروع ہوا ہے "ربنا لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفرلنا وارحمنا" اے خدا ہم سے عفو کا سلوک فرما ہمیں بخش دے جو ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں، کوتاہیاں ہوئی ہیں، تونے ہمیں صلاحیتیں عطا کیں اور ہم استعمال نہ کرسکے اور اب ہمیں عادت نہیں رہی۔ اور پھر "وارحمنا" جس طرح کمزور بچے کو، جس کو چلنا نہ آئے حالانکہ چلنا چاہئے آپ جب چلنا سکھائیں گے تو کچھ تکلیف اسے پہنچے گی لیکن آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آٹھ سال کے ہوگئے ہو اب تم نے ضرور اتنا ہی چلنا ہے جس طرح باقی بچے چلتے ہیں۔ اگر کسی غلطی سے، ماں باپ کی غلطی سے یا کچھ اور معاشرے کی خرابی سے اسے ٹانگیں استعمال کرنے کی طاقت نصیب ہی نہیں ہوئی تو پھر رحم کا معاملہ ہے، پھر شروع میں رحم کیا جاتا ہے۔ اور بچوں کے ساتھ اسی مضمون میں خدا تعالیٰ نے رحم کا مضمون بھی بیان فرمایا ہے اور بوڑھوں کے ساتھ بھی جیسا کہ فرمایا "ارحمھما کما ربینی صغیراً" دعا سکھائی انسان کو کہ اے اللہ میرے ماں باپ پر اسی طرح رحم فرما جس طرح بچپن میں رحم کے نتیجے میں ہماری تربیت کیا کرتے تھے اور ہماری صلاحیتوں کو اجاگر کیا کرتے تھے۔

**میں بہت دیر سے زور دے رہا ہوں کہ اگر آپ نئے آنے والوں کی تربیت کرنا چاہتے ہیں تو ان پر کام کے بوجھ ڈالیں۔**

پس اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیتیں بخشی ہیں اللہ کا حق ہے کہ ان تمام صلاحیتوں کے مطابق آپ پر بوجھ ڈالے لیکن آپ سے کوتاہی ہوئی، ہم سے کوتاہی ہوئی، ہم ان صلاحیتوں کے باوجود سوتے رہے، غفلتوں میں پڑے رہے، ان کو استعمال نہ کرسکے اس کے نتیجے میں اب ناطاقتی محسوس کرتے ہیں، تھوڑا سا کام بھی دیا جائے تو بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ اس کا کیا علاج ہے؟ اس کا علاج ایک تو یہ دعا ہے، دوسرے کام ڈالنا ہے کمزوروں پر۔ یہ علاج نہیں ہے کہ کمزوروں کے سپرد کام نہ کیا جائے اور جتنے بھی اچھے ورکر، اچھے کارکن خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو مہیا ہوئے ہیں شاذ ہی ان میں سے ایسے ہونگے جو بچپن ہی سے اچھے کام کرنے والے تھے، جن کو فطرتاً شروع ہی سے اللہ تعالیٰ نے اس طرف رحجان عطا کیا تھا۔ بڑی تعداد ان میں سے ایسی ہے جو بظاہر نکمے محسوس ہوتے تھے۔ نہ کام کی عادت، نہ کام کا پتہ، نہ کام کا تجربہ اور دیکھنے میں لگتا تھا بھلا ان پر بوجھ ڈالو تو کیسے اٹھاسکیں گے اور جب ڈالے گئے تو اللہ نے ان کو طاقت عطا فرمائی اور اس دعا کے ساتھ جب وہ کام کرتے ہیں تو پھر بہت تیزی کے ساتھ ترقی کرتے ہیں۔

تو اگر جماعت کا ایک حصہ فعال نہیں ہے تو ہمارا قصور ہے۔ ان کا قصور ہے جن کو خدا نے فعال ہونے کی طاقت بخشی ہے، جن کو یہ دعا سکھائی ہے، جو ان باتوں کو جانتے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ اپنے بھائیوں پر بوجھ ڈالیں اور بوجھ ڈال ڈال کر ہی ان کو آگے بڑھائیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ بوجھ ڈالتے وقت آپ بھی تو خدا سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ "و لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ" اے ہمارے رب ہم پر طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈالنا۔ تھوڑا تھوڑا ڈالیں اتنا کہ وہ خوشی سے اٹھاسکیں اور جب اس کو اٹھائیں گے تو پھر اور کی طلب پیدا ہوگی پھر اور کی طلب پیدا ہوگی۔ وہ لوگ جو ورزش کرکے جسم کماتے ہیں پہلے دن ہی ان کو جسم کمانے کا ویسا شوق نہیں ہوتا بلکہ شروع شروع میں تو پچھتاتے ہیں کہ ہم کس مصیبت میں پڑ گئے جسم میں کھلیاں پڑی ہوئیں اٹھنا بیٹھنا مشکل ......... (اس موقعہ پر ریکارڈنگ کے نظام میں کسی تکنیکی خرابی کی وجہ سے خطبہ کا کچھ حصہ ریکارڈ نہیں ہوسکا۔ مرتب) ......... ایک اعلیٰ مقصد کے لئے اپنی طاقتیں بناتے ہیں اور اس وجہ سے ان کو یہ خطرہ کوئی نہیں کہ محض کام کی خاطر کام کر رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جب وہ کام کرتے ہیں اس کی جزاء بھی ان کو ملتی ہے اور کئی طریقے سے جزاء ملتی ہے۔ اس لئے جب آپ کسی کے سپرد کرتے ہیں تو یہ نہ دیکھا کریں کہ وہ تو ادنیٰ ہے، معمولی ہے، اس کے سپرد یہ کام کیوں کردیں۔ درحقیقت جب آپ ادنیٰ سمجھ کر کسی کے سپرد کام نہیں کرتے تو آپ کے اندر ایک تکبر کا مادہ ہے اور تکبر کے نتیجے میں ضرور نقصان پہنچتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے پہلی کہانی میں ہی ہمیں یہ سبق سکھایا کہ اللہ نے تو مٹی کے سپرد کام کردیا اور شیطان نے تکبر سے کام لیا کہ یہ اس ذلیل چیز کے سپرد تونے کام کردیا یہ کام کیسے کرسکے گا، یہ تو مٹی سے پیدا ہوا ہے، مٹی میں کہاں استطاعت ہے، ہاں آگ میں یہ طاقت ہے اس میں روشنی بھی ہے اس میں جان بھی ہے وہ بڑے بڑے کام کرکے دکھاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے دھتکار دیا کیوں کہ حقیقت یہ ہے کہ کام سپرد کرنے میں مٹی ہونا بھی ایک بہت ہی اہم صفت ہے۔ وہ لوگ جو نفس کے لحاظ سے مٹی ہوچکے ہوں انہی کو استطاعت ملتی ہے کہ ان سے آدم پیدا کئے جائیں۔ پس آپ آدم بنانے والے آدم ہیں کیونکہ خدا کی نمائندگی میں جب خدا نے آپ کو اپنا خلیفہ بنادیا تو پھر آپ نے آگے اور آدم پیدا کرنے ہیں۔

**اللہ تعالیٰ نے یہ عجیب فطرت رکھی ہے کہ مومن پر جب بوجھ ڈالا جاتا ہے تو اور ترقی کرتا ہے اور بوجھ بھی ایک ایسا بوجھ ہے جس کو اٹھاکر وہ زیادہ ہلکے قدم ہوکر اور بھی تیزی سے چلتا ہے۔**

پس اس پہلو سے دو طرح کے کام ہیں جن کو لازماً ہمیں ہر طرف، ہر جگہ شروع کرنا ہوگا۔ اول وہ احمدی جو ابھی کمزور ہیں اور بڑی بھاری تعداد ہے ان کی۔ جو کمزور ہیں، جن کو کام کی عادت نہیں ان کے سپرد ذمہ داریاں ہی کوئی نہیں کی گئیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ ایک ایک احمدی کو کاموں میں لپیٹ لیں۔ ایک عام لام بندی ہو جائے جس میں کوئی بھی باقی نہ رہے۔ دیکھو جب امن کا دور ہو تو اس وقت ہر ایک کے لئے فوج میں شامل ہونا ضروری نہیں ہوا کرتا ایک معمولی تعداد ہے جسے شامل کرلیا جاتا ہے۔ مگر جب قوم کی بقاء کا سوال پیدا ہو جب زندگی اور موت کا مسئلہ ہو اس وقت پھر حکومتوں کی طرف سے عام لام بندی کے اعلان ہوجاتے ہیں کہ جو بھی میسر ہے سب کو لپیٹ لو، بڑے بوڑھے چھوٹے سب حاضر ہوجائیں۔

دیکھو جنگ بدر میں بھی تو ایسا ہی وقت تھا سب کو حاضر کردیا گیا۔ نہ کوئی بوڑھا چھٹا نہ کوئی جوان نہ بچہ، نہ لولہ نہ لنگڑا، کمزور آنکھوں والے، کمزور جسم والے، ہر قسم کے لوگ اکٹھے ہوگئے۔ اور وہ مٹی تھی جس مٹی سے خدا نے ایک آدم پیدا کیا اسی مٹی پر جب خدا نے اپنی روح پھونکی تو اس نے بڑے بڑے سورماؤں کے چھکے چھڑادیئے۔ تو جب مٹی خدا سے اذن پالیتی ہے جب اس میں اللہ کی روح پھونکی جاتی ہے تو پھر آگ کی کوئی پیش نہیں جاتی کہ اس مٹی کو ہلاک کرسکے۔ پس جماعت احمدیہ وہ مٹی ہے جس مٹی سے آئندہ بنی نوع انسان کی تعمیر ہونی ہے، جس مٹی نے ازسرنو آدم بنانے ہیں۔ پس اس پہلو سے اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اپنے کمزوروں پر بوجھ ڈالیں، اپنے کمزوروں کے سپرد ذمہ داریاں کریں۔ لیکن جب میں یہ ہدایت کرتا ہوں تو یہ یاد رکھیں کہ اس کے ساتھ ہم نے بعض اور شرائط مقرر کر رکھی ہیں ان کو پورا کئے بغیر ہم کمزوروں پر بوجھ ڈال نہیں سکتے۔ کیوں کہ وہ لوگ جن پر بوجھ ڈالا جائے اور نہ اٹھائیں اور اسے رد کرچکے ہوں ان پر مزید بوجھ ڈالنا جائز نہیں، ان کی طاقت سے بڑھ کر ہے۔ پس اسی لئے میں نے شرط لگا رکھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآنی تعلیم کی رو سے جو مالی قربانی کا ارشاد فرمایا ہے اگر کوئی اس میں حصہ نہیں لیتا اور استطاعت زیادہ ہے اور تخفیف سے اس کام کو دیکھتا


fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

M.A. AMINI TEXTILES

SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED 90" COTTON & CRIMPLENE, QUILT & BED SETTEE COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS ETC., ETC.

PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET, BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469

81/83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888 - FAX NO. 0274 720 214

ہے یا اس کے دل کی خساست اس پر غالب آ جاتی ہے اور جانتا ہے کہ جو خدا نے دیا ہے خدا کے علم میں ہے کہ میں نے کتنا دیا ہے اس کے باوجود جماعت کے سامنے معمولی معمولی رقمیں لکھوا کر سمجھتا ہے کہ میں نے جان بچالی ہے ایسا شخص وہ ہے جس کو اس ذیل میں شمار نہیں کیا جاسکتا کہ ان کی ابھی طاقت نہیں ہے ان پر پہلے تھوڑا تھوڑا بوجھ ڈالو۔ تھوڑا بوجھ ڈالنے کا دوسرا مضمون ہے جو ان کے حق میں جاری ہوتا ہے۔

**جب آپ ادنیٰ سمجھ کر کسی کے سپرد کام نہیں کرتے تو آپ کے اندر ایک تکبر کا مادہ ہے اور تکبر کے نتیجے میں ضرور نقصان پہنچتا ہے۔**

ایسے لوگوں کے متعلق میں نے کہہ رکھا ہے کہ جن کو مالی استطاعت نہ ہو، قرضوں میں مبتلا ہیں، دوسری ضروریات ہیں ہر انسان کے اپنے اپنے حالات ہیں آپ کو بعض دفعہ وہ امیر دکھائی دیتا ہے مگر اس کی ایسی ذمہ داریاں ہیں مثلاً پاکستان میں اس کے رشتے دار ہیں، غریب بیوہ، بہنیں ہیں وغیرہ وغیرہ اس کو چاہئے تفصیل نہ لکھے لیکن مجھے صرف اتنا لکھ دے کہ میں اس وقت استطاعت نہیں رکھتا کہ پوری طرح چندہ ادا کرسکوں اور کسی تحقیق کی ضرورت نہیں، کسی عہدے دار کی سفارش کی ضرورت نہیں، جو مجھے لکھے گا میں سو فیصدی بات مان لوں گا لیکن پھر میری اجازت کے ساتھ وہ اتنا ادا کرے گا جتنا اس کو جماعت نے اس کا وعدہ قبول کرتے ہوئے اس پر ذمہ داری ڈالی ہے وہ پھر اسے ضرور ادا کرنا ہوگا۔ پس ایسے لوگ بھی ہیں جن پر طاقت کے مطابق مالی بوجھ ڈالے جاتے ہیں اس لئے یہ مضمون کلیۃً بے تعلق نہیں ہے۔ لیکن جو سب کچھ ہوتے ہوئے پھر حاضر نہیں ہوتے، خدا کا دیا ہوا خدا کے راہ کی خاطر اس کے حضور واپس نہیں کرتے، ان کا پھر یہ حق نہیں کہ ان پر دوسرے بوجھ بھی ڈالے جائیں۔ وہ تو اپنی دنیا پر راضی ہیں، دنیا میں رہیں ایسے لوگوں سے کوئی جماعتی خدمات نہیں لینی۔ لیکن جنہوں نے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اپنی جائز ضروریات کے پیش نظر اس جھگڑے میں پڑے بغیر کہ وہ سچ بول رہے ہیں یا نہیں بول رہے جو بھی مجھے کہا میں نے مان لیا، جو اس شرط کو پورا کردیتے ہیں ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہے، ان کے سپرد ذمہ داریاں کی جاسکتی ہیں مگر عہدے نہیں۔ ان دو چیزوں میں بڑا فرق ہے۔ اس لئے میں بات کھول رہا ہوں کہ اب یہ عام سلسلہ چلے گا، کثرت کے ساتھ جماعت میں لوگوں پر ذمہ داری ڈالی جائے گی جن پر پہلے نہیں تھی یہ بات خوب کھل جانی چاہئے کہ میری کیا مراد ہے۔ ایسے لوگوں پر کام کی ذمہ داریاں ڈالیں مگر عہدے اس لئے نہیں کہ جو عہدے دار ہے اس کو ایک نمونہ ہونا چاہئے اس پر حرف نہیں ہونا چاہئے۔ جو اس کے ذاتی معاملات ہیں وہ خدا کی نظر میں ہیں ہمیں اس سے غرض نہیں ہے۔ جب تک خدا کسی پر ستاری کے پردے رکھتا ہے کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ جھانک کر اس کے گھر میں دیکھے اگر ایسا کرے گا تو خدا خود اس کو بے پردہ کردے گا۔ اس لئے جہاں تک ظاہر کا تعلق ہے اگر کوئی شخص ظاہر کی شرائط پوری کرتا ہے اور عام طور پر دین دار اور متقی دکھائی دیتا ہے اور مالی قربانی میں حسب استطاعت حصہ لیتا ہے اور اگر کمزوری ہے تو پھر اپنی ناطاقتی ظاہر کرکے طاقت کے مطابق بوجھ اٹھانے کا وعدہ کرتا ہے تو ایسے شخص پر ذمہ داری ڈالی جاسکتی ہے۔ مگر جب عہدے دار بنایا جائے تو پھر سب کی نظر ہوتی ہے اور لوگ دیکھتے ہیں کہ کس قسم کا عہدے دار ہے۔ اگر وہ مالی قربانی میں پیچھے ہے تو یہ اچھا نمونہ نہیں ہوتا، جماعت پر بداثر پڑتا ہے۔ اس مجبوری کے پیش نظر یہ میں اعلان کر رہا ہوں، پہلے بھی کرچکا ہوں، کہ عہدوں کو چھوڑ کر دوسرے کام سپرد کریں۔ اور اگر آپ کام سپرد کریں گے تو کاموں کی برکت سے پھر ان کے دل بھی کھلیں گے اور ان کی دوسری کمزوریاں بھی دور ہوں گی کیوں کہ ایک حصے میں طاقت پیدا ہو تو اس سے دوسرے حصے میں بھی بسا اوقات طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

تو اس پہلو سے لازم ہے کہ ہم جماعت میں زیادہ سے زیادہ کارکن پیدا کریں۔ کیوں کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہت بڑے بڑے بوجھ پڑنے والے ہیں اور ان کے لئے جو ہم دعا مانگتے ہیں کہ ہماری طاقت سے بڑھ کر ہم پر بوجھ نہ ڈال تو یہ مراد نہیں ہے کہ طاقت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرنی۔ دراصل یہ وہ مضمون نہیں ہے جو میں نے کہا تھا کہ کم کی دعا مانگی جارہی ہے۔ اصل میں دعا مانگی جارہی ہے زیادہ سے زیادہ کی۔ ہماری جتنی طاقت ہے اتنا بوجھ ڈال دے اور جب طاقت کے مطابق بوجھ پڑے تو طاقت ضرور بڑھتی ہے اگر استطاعت سے زیادہ نہ ہو تو۔ اگر استطاعت سے زیادہ بوجھ ہو تو طاقت ٹوٹ جاتی ہے اور انسان کا جسم اس زیادہ بوجھ سے پارہ پارہ ہو جاتا ہے، اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

اس لئے دعاؤں کے مضمون کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا ہماری طاقت کے مطابق بوجھ ڈال دے ہم پر، ہم حاضر ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی اگر ایک دن میں بیس میل چل سکتا ہے تو یہ دعا کر رہا ہے کہ اے خدا بیس میل ضرور چلا، اس سے زیادہ نہیں۔ لیکن جو بیس میل چلے گا اس کی طاقت بڑھ جائے گی اور یہ دعا اس کا پیچھا نہیں پھر چھوڑے گی۔ اگلی منزل پر یہ دعا پھر حاضر ہوجائے گی، اس کو پکڑ لے گی کہ تم نے تو یہ کہا تھا نا کہ مجھے طاقت کے مطابق بوجھ ڈال تو اب تیری طاقت تیس میل ہوچکی ہے، اٹھ اور تیس میل چل کے دکھا۔ اور جب وہ تیس میل چلے گا تو پھر جب تک استطاعت کا آخری کنارہ نہیں آتا اس کی طاقت بڑھتی رہے گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس سے مطالبے بھی بڑھتے چلے جائیں گے۔

پس اس پہلو سے جماعت کی تربیت کرنے میں لازم ہے کہ ہم سب احمدیوں پر طاقت کے مطابق بوجھ ڈالیں اور یہ نہ ہو کہ یہ فعال حصہ ہے، یہ غیر فعال حصہ ہے۔ غیر فعال پر جب ذمہ داری ڈالی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دل میں ایمان ہے اور دین کی محبت تو ضرور موجود ہوتی ہے اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے اور پھر ایسے لوگوں کو طاقت کے مطابق ہی نہیں، پھر طاقت کو بڑھاکر، پہلی طاقت سے بہت بڑھ کر بوجھ اٹھانے کی توفیق بخش دیتا ہے۔ پس ایک تو یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی عددی طاقت کو حد استطاعت تک استعمال کردیں۔ جتنی ہماری عددی طاقت ہے اس وقت اس کا پانچ فیصد یا دس فیصد استعمال ہورہا ہے۔ اگر تمام نومبائعین کو شامل کرلیا جائے تو ہوسکتا ہے دو فیصد استعمال ہو رہا ہو۔ اور جو بھی خدا تعالیٰ ہمیں پھل عطا فرما رہا ہے یہ تمام عالمی جماعت کے دو فیصد کا نتیجہ ہوگا یا مالی لحاظ سے اگر دیکھیں تو شاید پانچ فیصد کا نتیجہ ہو۔ کیونکہ اگر ہم ایک کروڑ ہیں تو ساری دنیا میں کل چندہ دہندگان ہر طرح کے ملاکر پانچ لاکھ سے زیادہ نہیں۔ اگر چار لاکھ ہیں تو پھر چار فیصد ہے جو حصہ لے رہا ہے۔ لیکن چندے میں یہ جو فیصد ہے اس کو بھی سمجھنا ضروری ہے۔ جب تعداد گنتے ہیں تو اس میں نہ کمانے والے بچے بھی گن لئے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ عورتیں ہیں جو خود گھر چلانے کی ذمہ داری ادا کر رہی ہیں، کما تو رہی ہیں مگر اور رنگ میں کما رہی ہیں۔ وہ اپنی محنت کا پھل کھاتی ہیں مگر خاوند کے مال پر گھر چلتا ہے اس لئے لگتا یہ ہے کہ صرف خاوند کما رہا ہے۔ وہ بھی کچھ نہ کچھ چندہ ضرور دیتی ہیں مگر بچے تو اکثر چندوں کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس لئے اگر چار لاکھ بھی ہو میں نے ابھی تک پورا صحیح اندازہ نہیں لگایا لیکن شاید چار لاکھ سے بھی کم ہو، ہوسکتا ہے دو لاکھ ہو۔ تو دو لاکھ کا مطلب یہ ہوگا کہ جو ہمارے کمانے والے ہیں ان کا تقریباً بیس فیصد ایسا ہے جو چندے دے رہا ہے۔ اور بڑی وجہ اس کی یہ ہے کہ بہت سے ایسے علاقے ہیں مثلاً افریقہ کے جہاں جماعت کثرت سے پھیل رہی ہے، پھر یورپ کی نئی قوموں میں بڑی کثرت سے پھیل رہی ہے، ان کو ابھی ان باتوں کا پتہ ہی نہیں کہ مالی قربانی کیا ہوتی ہے۔ اس لئے کبھی کبھی جب ان سے مطالبے کئے جاتے ہیں کچھ نہ کچھ وہ پیش کردیتے ہیں۔ مگر جو میں شمار بتا رہا ہوں ان میں ان کی گنتی نہیں ہوتی یعنی لاکھ دو لاکھ جتنے بھی باقاعدہ دینے والے ہیں ان میں ان کو شمار نہیں کیا جاتا تو ان کو بھی چندہ دہندہ بنانا یہ بھی ان کی طاقت بڑھانے کے لئے ضروری ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ابھی ایک بڑی گنجائش ان لوگوں میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر ان کے اوپر ہمیں توفیق بخشے کہ طاقت کے مطابق بوجھ ڈالیں تو پھر ان کی طاقتیں بڑھانا شروع کردے گا۔ اور اگر استطاعت تک جماعت کی طاقتیں پھیل جائیں تو دنیا تو ایک چھوٹی سی چیز آپ کے سامنے رہ جائے گی اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہ جاتی۔ جو تبلیغ والے ہیں وہ چندوں کے لحاظ سے، چندہ دینے والوں میں ابھی بہت پیچھے ہیں کیونکہ چندہ دینے کا نظام حضرت مصلح موعود کے زمانے میں بہت ہی محنت کے ساتھ بڑے لمبے عرصے میں مستحکم کیا گیا ہے۔ اور دعوت الی اللہ کا نظام ابھی گذشتہ دس بارہ سال کی بات ہے یہ


SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740

RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

باقاعدہ چندے کے نظام کے طریق پر بلکہ بعض جگہ اس سے بھی زیادہ کوشش کے ساتھ مستحکم کیا جارہا ہے۔ اور اب تک جو خدا کے فضل سے نتائج نکلے ہیں وہ حیرت انگیز ہیں، میری توقع سے بہت بڑھ کر ہیں۔ کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ کسی شخص کو جو نادہندہ ہو، دہندہ بنانا نسبتاً آسان ہے مگر غیر مبلغ کو مبلغ بنا دینا اور ایسا مبلغ بنا دینا کہ وہ آگے پھر پھل پیش کر سکے یہ ایک بہت مشکل کام ہے۔ اس لئے جو کچھ ہم نے حاصل کیا ہے محض اللہ کا احسان ہے اس میں ہمارے نفس کو کسی دھوکے میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ خدا نے ہمیں اس زمانے میں داخل کردیا تھا جو پھلوں کا زمانہ ہے جو نئی بہاروں کا زمانہ ہے۔

**اگر کوئی شخص ظاہر کی شرائط پوری کرتا ہے اور عام طور پر دیندار اور متقی دکھائی دیتا ہے اور مالی قربانی میں حسب استطاعت حصہ لیتا ہے اور اگر کمزوری ہے تو پھر اپنی ناطاقتی ظاہر کرکے طاقت کے مطابق بوجھ اٹھانے کا وعدہ کرتا ہے تو ایسے شخص پر ذمہ داری ڈالی جاسکتی ہے۔**

ہم اس دور میں داخل ہوچکے ہیں جس دور میں مسیح موعود علیہ السلام نے کام شروع کیا تھا اور جس دور میں مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ سے غیر معمولی نشانات پاتے ہوئے حیرت انگیز انقلابات کی بنیاد رکھی تھی۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ ہرصدی کے بعد یہ موسم آیا کریں گے اور ان معنوں میں دین کی تجدید ہوا کرے گی لیکن خلیفہ، خلیفہ ہی ہوگا مجدد نہیں ہوگا۔ خدا تجدید کیا کرے گا۔ کیونکہ وہ موسم جب خدا کے بڑے بڑے عظیم مقرب بندے پیدا ہوتے ہیں اور بڑے کام شروع کرتے ہیں ان موسموں میں بھی ایک برکت پڑتی ہے ان میں دہرائے جانے کی طاقت ہوتی ہے۔ پس جس طرح تاریخ اپنے آپکو دھراتی ہے یعنی برے معنوں میں دہراتی رہتی ہے اس طرح اللہ کے فضل سے میں سمجھتا ہوں کہ اچھی تاریخ بھی اپنے آپکو دہراتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دور اسی طرح برکتیں لے کے آ رہا ہے جس طرح پہلے لے کے آیا تھا۔ اس لئے ہمیں اس غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ بےوقوفی ہوگی اگر ہم اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں کہ ہمیں خدا بڑے بڑے کاموں کی توفیق بخش رہا ہے۔ بخش تو رہا ہے لیکن کیوں بخش رہا ہے اس لئے کہ موسم وہ آگیا ہے جس موسم میں خدا کے فضلوں نے پھل لگانے ہی لگانے ہیں۔

جب پھلوں کے موسم آتے ہیں تو جڑی بوٹیوں کو بھی پھل لگ جاتے ہیں، گھاس بھی پھل دار ہوجاتے ہیں کانٹے دار جھاڑیاں بھی پھل دار ہو جاتی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ جو موسموں کو دہرایا ہے اس میں اگرچہ محض اللہ کا فضل ہے لیکن ساتھ ایک قانون یہ بھی رکھا ہے کہ تمہیں کچھ نہ کچھ تو ہاتھ ہلانا ہوگا کچھ تو کوشش کرنی ہوگی اگر تم کچھ نہیں کروگے تو یہ موسم آکے گزر جائے گا اپنے پھل اپنے ساتھ لے جائے گا پھر وہ ان کو جھاڑ دے گا یا بوسیدہ ہوجائیں گے یا مٹی میں مل جائیں گے اور تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ پس یہ درست ہے کہ ہماری محنت نہیں ہے محض اللہ کا فضل ہے مگر یہ بھی درست ہے کہ اللہ کا فضل بھی محنتوں کے تقاضے کرتا ہے اور کچھ نہ کچھ تو ہاتھ ہلانے کی توقع خدا اپنے بندوں سے رکھتا ہے۔ اگر وہ اتنا بھی نہیں کریں گے کہ اس کے فضلوں کو سمیٹ سکیں تو ان فضلوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ پس اس پہلو سے اب پھل اتنے ہوچکے ہیں اور اتنے بڑھ رہے ہیں کہ سمیٹنے والے ہاتھوں کی بڑی ضرورت ہے۔

سندھ میں ہمیں زمیندارے کا موقع ملا ہے مجھے خود ذاتی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے حصہ کا نگران بنایا ہوا تھا تو وہاں سندھ میں میں نے دیکھا ہے ہمیشہ جب پھل کا وقت آتا ہے تو مقامی زمیندار جو پھل کاشت کرتے ہیں وہ سنبھال نہیں سکتے۔ اس لئے وہ تھر سے مزدور آتے ہیں اور بہت زیادہ آدمیوں کی ضرورت درپیش ہوتی ہے جو آکے پھر فصلوں کو سنبھالتے ہیں اگر نہ سنبھالیں گے تو ساری فصلیں ہاتھ سے نکل جاتی ہیں۔ پس جب پھل زیادہ ہوں تو مزدوروں کی بھی ضرورت پیش آتی ہے اور زیادہ مزدور چاہئیں۔ ہمیں بھی خدا کی راہ کے مزدوروں کی ضرورت ہے اور اس طرف میں جماعت کو بلا رہا ہوں کہ اس مزدوری کے لئے اپنے آپ کو پیش کردو۔ تم میں جو بھی استطاعت ہے انکساری کے ساتھ وہی استطاعت لے کر جماعت کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور جماعت کے عہدیداران جن شرائط کے ساتھ میں نے کام لینے کی اجازت دی ہے ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان مزدوروں کو سمیٹیں، ان کے سپرد کام کریں اور جتنا آپ ان پر کام ڈالیں گے دیکھنا کہ ان کی استطاعت بڑھتی چلی جائے گی۔

یہ جو مضمون ہے "ربنا و لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ" اس کو اگر صحیح معنوں میں سمجھ جائیں تو گردو پیش پر نظر ڈالیں تو پھر آپ کو گردو پیش کے معنے بھی اور طرح دکھائی دیتے ہیں۔ وہ شخص جس کو آرا چلانا نہیں آتا جس کو تیسی سے کام لینا نہیں آتا بسا اوقات جب وہ لکڑی کا کام کرتا ہے یا اینٹ پتھر کا کام کرتا ہے تو اپنی انگلیاں کاٹ لیتا ہے۔ لیکن کچھ مزدور ہیں جو بےچارے کچھ نہیں سمجھ رہے ہوتے وہ صرف مستریوں کے مددگار بن کے کام کر رہے ہیں، کوئی لکڑیاں پکڑا رہا ہے، کوئی اینٹ پتھر اٹھا اٹھا کے لا رہا ہے۔ لیکن یہ بات بھولنی نہیں چاہئے کہ وہ لوگ جو معمار ہیں یا نجار ہیں وہ بھی پہلے مزدور ہی تھے۔ وہ بھی اسی طرح پتھر ڈھو کر لایا کرتے تھے یا لکڑیاں پکڑایا کرتے تھے یا کیل کانٹے ہاتھ میں دیا کرتے تھے۔ لیکن جب تھوڑا تھوڑا ان پر کام ڈالا گیا تو دیکھتے دیکھتے وہ بڑے بڑے ماہر مستری بن گئے۔ اور بعض دفعہ انہی مزدوروں میں سے ان سے بہت بہتر مستری بن جاتے ہیں جنہوں نے ان کو کام سکھایا ہو۔ تو آئیں گے تو آپ مزدور کے طور پر، خدا کی راہ کے مزدور کے طور پر یہی بہت بڑی عزت ہے لیکن اللہ آپ ہی میں سے پھر ہر قسم کے معمار اور نجار پیدا کرے گا، ہر قسم کے ماہرین پیدا کرے گا جو آگے کام سنبھالنے کی استطاعت حاصل کریں گے جن کی طاقت کے مطابق کام کرنے کے نتیجے میں ان کی طاقتیں بڑھائی جائیں گی۔

پس اس پہلو سے جو دو یا چار فیصد ہم ہیں کام کرنے والے، حقیقت میں ان کی بھی پوری صلاحیتیں ابھی چمکی نہیں ہیں۔ ان میں بھی بڑی بھاری تعداد ہے جن کی پوری صلاحیتیں بروئے کار نہیں آئیں، جنہوں نے زیادہ مشق نہیں ابھی تک کی کاموں کی یا کاموں کی ذمہ داری کو احسن رنگ میں پوری بشاشت سے ادا نہیں کر رہے۔ اب سوچیں کہ اگر ان کی استعدادیں اپنی انتہاء کو پہنچ جائیں جن انتہاؤں کے لئے خدا نے ان کو بنایا ہے اور وہ سارے جو اس سے پہلے فارغ بیٹھے ہوئے ہیں اور صرف مزے لے رہے ہیں دیکھ کر کہ جماعت ترقی کر رہی ہے وہ بھی اپنے آپ کو حاضر کریں اور پھر ان کی استعدادیں بھی چمکائی جائیں اور دن بدن اللہ کے فضل کے ساتھ ان میں نئی صلاحیتیں پیدا ہونے لگیں تو سوچیں کہ جماعت کی طاقت کتنی بڑھ جائے گی۔ اگر یہ جماعت نہ بھی پھیلے صرف استعدادوں میں ہی نشوونما پائے اور اونچی ہونے لگے تو دنیا کی عظیم ترین جماعت بننے کی صلاحیت آج بھی آپ میں موجود ہے، ایسی عظیم جو ساری دنیا میں انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ لیکن اس پر آپ جمع کریں وہ نئے آنے والے، اگر ان کی تربیت کا آپ حق ادا کریں تو پھر اندازہ کریں کہ خدا کے فضل کے ساتھ روزمرہ کتنی بشاشت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ جب ایک پارٹی کام کر رہی ہو اور اس کی طاقت کے برابر کام ہو، ابھی کام باقی ہو کچھ نئے آنے والے شامل ہو جائیں تو دیکھو کیسا ان کو حوصلہ ملتا ہے اور اسی وجہ سے ان کی طاقت بھی بڑھ جاتی ہے۔ اگر نئے آنے والے شامل نہ ہوں تو بعض دفعہ وہ انسان نفسیاتی مایوسی کا شکار ہوکر اپنی طاقت کو پوری طرح استعمال کرنے کا اہل نہیں رہتا، طاقت ہوتے ہوئے بھی وہ کام کو اپنی طاقت سے بڑھتا ہوا دیکھتا ہے۔ لیکن یہ لازم ہے کہ اگر ایسی صورت میں کمک آجائے تو اچانک نئے حوصلے پیدا ہوتے ہیں، بڑے ولولے پیدا ہوجاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں پھر دشمن کے دل ہار جاتے ہیں۔


محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کرواسکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

**Hamburg:**
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

**Frankfurt:**
S. Gilani,
Tel: 069/685893

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے جنگ احزاب میں ایک ایسی بات کی جس کی بہت سے مؤرخین کو سمجھ نہیں آتی۔ جب آندھی چلی ہے اور دشمن کے خیمے اکھڑنے لگے تھے ابھی سراسیمگی کا عالم طاری نہیں ہوا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے بڑے زور اور بڑی قوت سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ آپؐ نے وہ نعرے اس لئے بلند کئے تھے کہ آپ خدا کی طرف سے آثار رحمت کو آتا ہوا دیکھ رہے تھے اور بعید نہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بتایا ہو کہ دشمن کے بھاگنے کا وقت آگیا ہے۔ مگر وہ نعرے جو تھے انہوں نے دو طرح کام کیا۔ سخت تھکے ہوئے، سخت کمزور مسلمانوں میں نئی جان پڑگئی، ایسے حیرت انگیز جوش اور ولولے سے بھر گئے کہ تمام مسلمانوں کا کیمپ نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھا اور دشمن نے جب یہ سنا تو وہ یہ سمجھا کہ صرف آندھی ہی نہیں انکو کوئی کمک حاصل ہوگئی ہے۔ کیونکہ اتنا بڑا حوصلہ اتنی تھکی ہوئی جماعت میں سوائے اس کے پیدا ہو ہی نہیں سکتا کہ کہیں سے کمک آگئی ہو۔ کمک تو آئی تھی لیکن وہ فرشتوں کی کمک تھی جس کو وہ دیکھ نہیں سکتے تھے۔ پس اس نے دوہرا کام کیا اور مؤرخین یہ ضرور بتاتے ہیں۔ خاص طور پر جو مستشرقین ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ نعوذ باللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے چال چلی تھی۔ چال کیسی چلی تھی اس کے ساتھ تو ساری ہوا چل پڑی تھی، آندھی برپا ہوگئی تھی یہ خدا کی چال تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصرف کے نتیجے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ لیکن خدا کی چال جب چلتی ہے تو کسی دشمن کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ تمام دشمن کیمپ میں جو بےشمار تعداد میں محمدؐ رسول اللہ اور آپکے ساتھیوں سے زیادہ تھا یہ خوف برپا ہوگیا کہ ایک تو اوپر سے آندھی چل پڑی ہے اور پھر ہماری آگیں بجھ گئی ہیں۔ اب یہ بھی کوئی نعروں سے تو نہیں بجھی تھیں۔ وہ مشرک تھے، وہ آگ کی پرستش کرنے والے لوگ تھے، تمام واقعات بیک وقت اکٹھے رونما ہوئے ہیں۔ اور ایک خاص مقصد کی خاطر ایسا ہوا ہے۔ وہ جو آندھی چلی ہے تو وہ آگ جس کی وہ بڑی حفاظت کیا کرتے تھے جس کو خدائی کا نشان سمجھتے تھے تیز آندھیوں میں بھی وہ جلتی تھی اور جلتی رہتی تھی لیکن یہ وہ آندھی تھی جس کا مقابلہ

> **ہمیں بھی خدا کی راہ کے مزدوروں کی ضرورت ہے اور اس طرف میں جماعت کو بلا رہا ہوں کہ اس مزدوری کے لئے اپنے آپ کو پیش کردو۔ تم میں جو بھی استطاعت ہے انکساری کے ساتھ وہی استطاعت لے کر جماعت کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔**

وہ آگ نہ کرسکی اور وہ ایک نشان بن گئی کہ اب تمہاری آگ کے بجھنے کے دن آگئے ہیں۔ وہ جب دیکھا تو مشرک توہم پرستوں کے تو چھکے چھوٹ گئے اور ان کے لیڈر نے فوری طور پر اپنی اونٹنی کو پکڑا ہے اور پیشتر اس کے کہ وہ اعلان کرسکتا اس نے خود بھاگنے کی کی۔ وہ سمجھا کہ اب دشمن آپہنچا ہے ہمارے اوپر۔ اور حالت یہ تھی کہ وہ گلے سے بندھی ہوئی تھی اس کو کھولنا بھی بھول گیا۔ اس کو ایڑ لگاتا تھا، مارتا تھا اور اس سے بھاگا نہیں جاتا تھا۔ اس سراسیمگی کے عالم کو دیکھ کر سارے دشمن کیمپ میں افراتفری پڑگئی اور وہ اٹھ دوڑے۔ تو یہ اس کی بنیاد اگر دیکھیں تو کمک سے بنتی ہے۔ کمک کا مضمون بڑا گہرا ہے جو جنگی داؤپیچ میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے مگر یہ کمک تھی جو اللہ کی طرف سے آئی تھی۔ آپ کی کمک بھی اللہ ہی کی طرف سے آئے گی مگر آپ وہ ہاتھ پاؤں ضرور ماریں گے، آپ کو مارنے ہونگے کہ وہ لوگ جو بغیر کام کے بیٹھے ہوئے ہیں ان کو ساتھ شامل کرلیں۔ اس کے نتیجے میں طبعی طور پر آپ میں حوصلہ پیدا ہوگا اور یہ لوگ فرشتوں کی طرح آپ کے دلوں کو طاقت بخشیں گے۔

پس اپنے میں سے بھی آدمی ڈھونڈیں اور انکی تربیت کریں اور جو نئی قومیں ہم میں داخل ہورہی ہیں ان پر جلد از جلد ذمہ داریوں کے بوجھ ڈالیں۔ میں نے افریقہ کے احمدیوں کو یہ ہدایت کی تھی کہ اگر غربت ہے تو خواہ ایک پیسہ لینا ہو ان کو یہ نہ کہو کہ ہمیں تم اپنی آمد کا سولہواں حصہ ضرور دو۔ میری طرف سے اجازت ہے ان کو آپ کہیں کہ اگر تم ایک دمڑی، ایک پیسہ بھی دے سکتے ہو تو خدا کے حضور پیش کرنا ہے تم نے، دعا کرتے ہوئے اللہ کے حضور پیش کرو کہ اے خدا میں یہ اپنی طاقت سمجھتا ہوں اور پھر یہ دعا جب کروگے کہ "ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ" تو یہ دعا خود آپ کے اندر سے ایک مذکر پیدا کردے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو اجازتیں لیتے ہیں یا شروع میں کم دیتے ہیں کہ ہم میں اتنی طاقت نہیں اگر وہ دعاگو ہوں تو ضرور ان کے اندر انقلاب برپا ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں ہم نے تو کہا تھا طاقت کی حد تک بوجھ ڈالنا ہم تو طاقت سے بہت کم پیش کر رہے ہیں۔ اور اگر دعا میں طاقت ہو یا SINCERITY اور خلوص ہو تو یہ خیال پیدا ہو یا نہ ہو یہ دعا پکڑ لیتی ہے اور ان کو پتہ ہی نہیں لگتا یہ ہوا کیا ہے، ان کے دل میں عجیب عجیب طرح کی ندامتیں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ اور بعض لوگ مجھے خط لکھتے ہیں اور حیرت انگیز باتیں لکھتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم روتے ہوئے خط لکھ رہے ہیں۔ ہمیں ہوا کیا تھا؟ ہم نے کیوں تھوڑے کی درخواست کی تھی۔ ہم نے اپنی زندگی گنوائی اور کہتے ہیں ہم وعدہ کرتے ہیں ہم آئندہ بھی دیں گے پچھلا بھی پورا کریں گے مگر خدا کے لئے یہ سہولت ہم سے اٹھالیں کیوں کہ اب جیا نہیں جاتا اس سہولت کے ساتھ۔ اور پھر اللہ ان کے مالوں میں برکت ڈالتا ہے اور ان کے ایمان میں برکت ڈالتا ہے ان کے کاموں کی توفیق میں برکت ڈالتا ہے۔ تو عجیب لکھے ہیں، یہ مضمون ہی الگ ہیں، کچھ ان کے لطف تو اٹھاکے دیکھو۔ یہ وہ بوجھ نہیں ہیں جو بوجھ پڑتے ہوں تو زیادہ انسان بوجھل ہو جائے یہ تو وہ بوجھ ہیں جب پڑتے ہیں تو جسم ہلکے ہونے لگتے ہیں کیونکہ خدا پھر خود ان بوجھوں کو اٹھاتا ہے۔

"واعف عنا" کا مضمون یہی تو سمجھارہا ہے کہ طاقت کے مطابق ڈالنا لیکن عفو سے کام لینا تاکہ ہم ان بوجھوں کو اٹھاتے ہوئے بالکل تکلیف محسوس نہ کریں۔ اگر یہ مضمون اس میں نہ ہو تو عفو کے معنے ہی کچھ نہیں ہیں۔ "واغفرلنا" اور جو کمزوریاں ہم میں ہیں ان سے بخشش سے کام لینا۔ جو ہم پہلے کر بیٹھے ہیں ان کے نقصان اب ہم نہ اٹھائیں۔ "واغفرلنا" کا مضمون اس دور سے تعلق رکھتا ہے جب اپنی نااہلی کی وجہ سے، اپنی کمزوریوں کی وجہ سے ہم نے اپنی طاقتوں کو پوری صلاحیت عطا نہیں کی اور اب ترس رہے ہیں کاش ہم میں طاقت ہوتی تو ہم آگے بڑھ کر زیادہ کام کرسکتے۔ "واغفرلنا" اے خدا ہماری کوتاہیوں کو بخش دینا اور ان کے بدنتائج سے ہمیں محفوظ رکھنا۔ "وارحمنا" اور یہ حالت قابل رحم ہے ایک آدمی دعا کرتا ہے مجھے طاقت کے مطابق دے پھر ڈرتا ہے کہ اس کے باوجود میں کچھ بھی نہیں کرسکوں گا میری تو بہت تھوڑی طاقت ہے۔ یہ حالت ہی بڑی قابل رحم ہے اس لئے دعا کا آخری نتیجہ یہ نکلا "وارحمنا" ہم سے رحم کا سلوک فرمانا جیسے ماں باپ بچوں سے رحم کا سلوک کرتے ہیں اور اس رحم کے سلوک کی یادیں ان کو پھر دعاؤں پر

مجبور کرتی ہیں وہ اپنے بوڑھے، کمزور ماں باپ کے لئے دعائیں کرتے ہیں جیسے انہوں نے ہم پر رحم فرمایا تھا اے خدا تو اب ان پر رحم فرما۔

تو یہ وہ مضمون ہے جس کو سمجھتے ہوئے ان بڑھتے ہوئے بوجھوں کو ہم اٹھا سکیں گے۔ اگر ہم نے ان مضامین کو نہ سمجھا، اگر ان کا حق ادا نہ کیا، اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح ہدایات اور روشنی کے باوجود اپنے بڑھتے ہوئے بوجھوں کو ہلکا کرنے کی کوشش نہ کی یعنی ہلکا ان معنوں میں کہ ہمیں ہلکے محسوس ہوں اور بڑھتے ہوئے ان معنوں میں کہ جتنے ہلکے محسوس ہوں اور بڑھتے چلے جائیں اور ہم انہیں ہلکا سمجھتے رہیں، یہ وہ کام ہے جس کام کے نتیجے میں دنیا میں انقلاب برپا ہوں گے۔ وہ تو شروع ہو چکے ہیں، ہو رہے ہیں لیکن فکر یہ ہے کہ یہ نہ ہو کہ ہمارے پھل ہماری طاقت سے آگے بڑھ جائیں۔ جس طرح بعض دفعہ میں نے بیان کیا تھا کہ سندھ میں بھی میں نے دیکھا ہے بعض دفعہ فصلیں بہت زیادہ ہوں تو مصیبت پڑجاتی ہے زمیندار کو، مزدور جن کو آنے کی عادت ہوتی ہے وہ اسی رفتار سے اسی تعداد میں آتے ہیں اور کپاس اتنی ہوگئی ہے اس سال یا مرچیں اتنی ہوگئی ہیں کہ وہ سنبھالی نہیں جاتیں، وہ پھر ٹوٹ ٹوٹ کر مٹی میں ملتی اور گلتی ہیں، مرچوں کی فصلیں تو میں نے دیکھا ہے بہت ضائع ہوجاتی ہیں اگر مزدور وقت پہ نہ ملیں تو۔ تو آپ کی فصلیں تو مرچوں سے بہتر ہیں آپ کی فصلیں تو کپاس سے بہت زیادہ اعلیٰ درجے کی ہیں۔ ان فصلوں کو سنبھالنا تو آپ کے لئے ایک زندگی کا روگ بن جانا چاہئے۔ روگ ان معنوں میں کہ اگر ضائع ہو تو غم لگ جائے، تکلیف محسوس ہو۔ اور یہ آخری بات ہے جس کی طرف میں آپ کو اس خطبے میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب تک آپ آنے والوں کی ذمہ داریوں کے غم نہ لگالیں، جب تک آپ اپنے کمزور بھائیوں کے غم نہ لگالیں، آپ کو ان کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی توفیق نہیں مل سکتی۔ یہ غم ہے جو انسان میں طاقت پیدا کرتا ہے یہ اور طرح کا غم ہے جس کی میں بات کر رہا ہوں۔ ایک ماں کا غم ہے اپنے بچے کے لئے جو جانتی ہے کہ میرے دوسرے بچوں میں تو بڑی صلاحیتیں ہیں اس میں بھی ہونی چاہئیں تھیں مگر یہ کمزور رہ گیا ہے۔ کئی مائیں ہیں بعض دفعہ ملاقات میں رو پڑتی ہیں کہ یہ بچہ پتہ نہیں کیوں دین کی طرف نہیں آ رہا اس کو میں سمجھاتی ہوں لیکن اس کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوتی جب کہ دوسرے بچے اللہ کے فضل سے بہت اچھے ہیں، بڑے مخلص ہیں، نمازوں میں بھی بہت اچھے ہیں۔

> جماعت کے عہدیداران جن شرائط کے ساتھ میں نے کام لینے کی اجازت دی ہے ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان مزدوروں کو سمیٹیں، ان کے سپرد کام کریں اور جتنا آپ ان پر کام ڈالیں گے دیکھنا کہ انکی استطاعت بڑھتی چلی جائے گی۔

تو مراد یہ ہے کہ صلاحیتیں ہوں اور پھر ان کو پورا نہ کیا جائے اگر محبت ہو تو پھر غم لگتا ہے۔ اگر محبت نہ ہو تو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ تو بنی نوع انسان سے اگر سچی محبت ہو، اگر جماعت سے سچی محبت ہو، اس کے مقاصد سے سچی محبت ہو تو کوئی آدمی بھی چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتا جب تک اپنے کمزوروں کا غم نہ لگالے اور جب غم لگے گا تو ہر وقت آپ کو فکر رہے گی۔ پھر یہ ضروری نہیں ہوگا کہ عہدیدار آپ کے دروازے کھٹکھٹائے اور آپ کو کہے کہ فلاں کو بیدار کرنے کی کوشش کرو، فلاں کو آگے بڑھانے کی کوشش کرو پھر آپ کا غم آپ کو مجبور کرے گا۔ ہر وقت یہ سوچیں گے کہ وہ کمزور بھی رہ گیا ہے، وہ کمزور بھی رہ گیا ہے کیوں نہ اس کو بھی ساتھ شامل کیا جائے تو ساری جماعت میں ایک کھلبلی سی مچ جائے گی اور یہ غم ہے جو حیرت انگیز سکھ پیدا کرے گا۔ دیکھو بہت سے سکھ ہیں جو لازماً غموں کی کوکھ سے پھوٹتے ہیں۔ اگر وہ غم نہ ہوں تو وہ سکھ بھی نہیں آتے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ ماں کو بغیر تکلیف کے بھی بچہ عطا کر سکتا تھا مگر بچے کی غیر معمولی محبت کی خاطر ماں کو ان دکھوں سے گزارا جاتا ہے اور ان دکھوں کا اس بچے کی محبت سے ایک گہرا ذاتی تعلق ہے۔ لوگ سوچتے نہیں ان باتوں کو، بعض دفعہ جہالت میں کہہ دیتے ہیں کہ ماؤں کو تکلیف کیوں ہوتی ہے اور بے تکلیف کے یونہی بچے ہوتے تو گلیوں میں رلتے پھرتے۔ کوئی ان کو نہ پوچھتا، ماؤں کو بھی ان کی کوڑی کی پرواہ نہ ہوتی۔ یہ نو مہینے کا دکھ ہے "وھنا علیٰ وھن" کمزوری کے بعد کمزوری پھر بھی مائیں اسے اٹھائے پھرتی ہیں اور بڑی محنت کرنی پڑتی ہے پھر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو دیکھو کس اذیت سے، بعض دفعہ جان کا خطرہ بن کر آتا ہے اس سے تو پھر پیار ہونا ہی ہونا ہے یہ ایک فطرتی بات ہے وہ یہ چیز محبت پیدا کر دیتی ہے۔ پس ماں کے غم سے بچے کی محبت پھوٹتی ہے۔ ماں کے غم میں وہ رحمت ہے جو اسے ہمیشہ بچے سے ایسا پیار کرنے کی توفیق بخشتی ہے کہ کبھی کسی رشتے میں ایسا پیار آپ کو دکھائی نہیں دے گا، پس اس پہلو سے غم لگانا بہت ضروری ہے۔ یہ محض ٹھنڈے دلوں کی باتیں نہیں ہیں ٹھنڈی باتوں کے لکھے نہیں ہیں یہ تو آپ کو اللہ سے پیار کے نتیجے میں اس کے بندوں کا غم لگانا ہوگا۔ جب غم لگ جائے گا تو پھر اور بھی بہت سی باتیں پیدا ہونگی پھر دعائیں جو اٹھیں گی ان میں بڑی رفعتیں پیدا ہو جائیں گی ان میں آسمان کے کنگرے ہلانے کی طاقتیں پیدا ہوجائیں گی۔ پھر آپ کو راتوں کو اٹھ کے تہجد پڑھنے کی بھی توفیق مل جائے گی۔ پھر آپ کو اس پیار سے بات کرنے کی توفیق ملے گی کہ جس پیار کی نصیحت ضائع نہیں جایا کرتی۔ آپ کی اکثر نصیحتیں اس وجہ سے بے کار جاتی ہیں کہ ان میں پیار کی بجائے تلخی ہوتی ہے اور بسااوقات تکبر ہوتا ہے۔ اگر ایک انسان خود نمازی ہو اور دوسرے کو بے نمازی دیکھ کر اس طرح اس کو کہے کہ بڑا تو محروم انسان ہے، نماز بھی نہیں پڑھ سکتا اور دل میں یہ خیال ہو کہ دیکھو میں نمازی بن گیا ہوں اس لئے تو بے حیثیت چیز ہے۔ تو اس کی نصیحت اس بے نمازی پر بھی بے کار جائے گی اور اپنی نماز کو بھی کھا جائے گی، نہ باہر کچھ رہے گا نہ اندر کچھ رہے گا۔ لیکن اگر محبت اور رحمت کے نتیجے میں کسی کا غم لگا ہو تو اس کی نصیحت میں شان ہی اور پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ باہر کی نمازیں بھی پیدا کرتی ہے اور اندر کی نمازوں کی شان بھی بڑھاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ خدا کی خاطر خدا کے کاموں میں غم لگا بیٹھیں۔ دیکھو اپنی تجارتوں میں، اپنے دنیا کے کاموں میں آپ غم لگائے پھرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا بڑی حسرت سے یہ لکھا ہے کہ وہ لوگ جو میری جماعت میں ہوتے ہوئے دنیا کے غموں میں دن رات لگے ہوئے ہیں مجھے ان کے تصور سے تکلیف پہنچتی ہے وہ دین کا غم لگا کے تو دیکھیں۔ اگر وہ دین کا غم لگائیں گے تو ان کو اپنے غم لگانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ یہ ایک اور نسخہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے ہاتھوں میں تھمادیا ہے اور بڑا کارگر نسخہ ہے۔ بارہا ہم نے دوسروں میں دیکھا، اپنی ذات میں دیکھا ہر جگہ یہ نسخہ حیرت انگیز طور پر طاقت ور اور کارفرما دکھائی دیا۔

> اگر محبت اور رحمت کے نتیجے میں کسی کا غم لگا ہو تو اسکی نصیحت میں شان ہی اور پیدا ہوجاتی ہے ......
> اس لئے ضروری ہے کہ آپ خدا کی خاطر خدا کے کاموں میں غم لگا بیٹھیں۔

کئی دفعہ میں نے بعض بزرگ صحابہ کی مثالیں دی ہیں کہ وہ اس نسخے کو باقاعدہ عمداً اس طرح استعمال کیا کرتے تھے جیسے کوئی ڈاکٹر کسی مریض پر کوئی نسخہ استعمال کرتا ہے۔ اور ان میں ہمارے عبدالرحمٰن صاحب مہر سنگھ جو سکھوں میں سے آئے تھے لیکن بڑے ولی اللہ اور بزرگ اور ملہم اور سچے رؤیا اور کشوف دیکھنے والے بزرگ بن چکے تھے۔ حیرت ہوتی تھی دیکھ کر، ایک دفعہ میں قادیان گیا جب وہ بھی ساتھ تھے تو ان کے جو سکھ دوسرے ملنے والے ان کے گاؤں سے آئے ہوئے تھے ان کے اندر زمین آسمان کا فرق تھا۔ حیرت ہوتی تھی کہ کس طرح مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاک کی چٹکی سے کیمیا بنا دیا اور وہ خود بھی محسوس کرتے تھے وہاں کے ماحول والے سارے کہ یہ کچھ کا کچھ بن چکا ہے۔ ان کا یہ دستور تھا ان کو جب مالی تنگی ہو اب یہ نسخہ پہلے آپ نے شاید نہ سنا ہو، میں نے سنایا ہو تو اور بات ہے، لیکن عموماً لوگوں کو پتہ نہیں کہ یہ بھی ایک نسخہ ہے،

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

041 777 8568
FAX 041 776 7130

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

### ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۴۵)

# کلکیریا کارب کے مختلف خواص کا تذکرہ

## مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۲۱ نومبر ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(لندن: ۲۱ نومبر ۱۹۹۴ء) حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ہومیو پیتھی کلاس میں اپنے تجربات کے حوالے سے کلکیریا کارب اور کاربن سے متعلقہ امور کا تذکرہ فرمایا۔

حضور نے کاربن کے بارے میں فرمایا کہ کلکیریا کارب اور دیگر کمپاؤنڈز پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ یہ زندگی کے ہر جزو میں لازمی ہے۔ کیلشیم سے ہڈیاں بنتی ہیں۔ دوسرے اجزاء میں آئرن اہمیت رکھتا ہے۔ منفی اثرات والے زہروں میں جن کا جسم کی تعمیر میں دخل نہیں بلکہ ختم کرنے میں بہت کردار ہے ان میں آرسنک اہم ہے۔ زندگی کے سب سے اہم دشمنوں میں آرسنک کی صفات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ دواؤں کے گروپ پہچان جائیں تو مریض کی کیٹیگری واضح ہو جائے گی۔ اور پھر آگے تفریق کرنا مشکل نہیں رہے گا۔

حضور انور نے فرمایا میں پہلے کاربن اور کیلشیم سے تعلق رکھنے والے اہم کمپاؤنڈز پڑھاؤنگا۔ اس میں اہم CONSITITUTIONAL بیماریاں ہیں۔ یہ ادویہ نظام حیات میں گہرا اتر کر بیماریوں کو نکال پھینکتی ہیں۔

## کلکیریا کارب

### CALC. CARB

یہ کیلشیم کاربونیٹ ہے۔ دودھ میں پایا جاتا ہے بلکہ دودھ کا بنیادی جزو ہے۔ ہڈیاں، آنکھ کا سفید حصہ اور بعض دیگر اہم حصے اس سے بنتے ہیں۔ دودھ کو جو مکمل غزائیت کا حامل کہا جاتا ہے اس میں کیلشیم سب سے اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اگر کوئی شخص سوڈا کھا کھا کر اپنے معدے کا تیزاب ٹھیک کرتا ہو تو خطرہ یہ ہے کہ کیلشیم کاربونیٹ کی زیادتی کی وجہ سے اس میں گہری بیماریاں پیدا ہوجائیں۔ زائد کیلشیم کھائی جائے تو زائد کیلشیم جوڑوں میں بیٹھنا شروع ہو جاتا ہے۔ جس طرح اگر شوگر (چینی) زیادہ کھائی جائے تو دل کے والوز اور خون کی وریدوں میں جم کر اور گردوں اور اعصاب کو DULL کردیتی ہے۔ بعض اوقات اعصاب اتنے بے حس ہوجاتے ہیں کہ ہارٹ اٹیک کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ پاؤں کی انگلیاں گلنی شروع ہو جاتی ہیں، درد کا احساس نہیں ہوتا۔ درد کا نظام صحت کی حفاظت کے لئے ہے۔ درد بتاتی ہے کہ میں بیمار ہوں اسے درست کرو۔ جہاں درد ہو وہاں پر جسم کی توجہ بھی ازخود ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے شوگر بڑھنے کے بہت سے نقصانات ہیں۔ جہاں شوگر کی ضرورت ہے وہاں نہیں ہوگی۔ اس طرح توازن بگڑ جاتا ہے۔

جب آپ کھانے کا توازن بگاڑیں گے تو اندر کا توازن بھی بگڑے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کھاؤ اور پیو لیکن اسراف نہ کرو یعنی توازن نہ بگاڑو ورنہ بیماریوں کو دعوت دو گے۔ کیلشیم کا توازن بگڑنے سے بعض جگہ ہڈیوں میں اضافی نوکیں پیدا ہو جاتی ہیں، بعض جگہ ہڈیاں چٹخنے لگتی ہیں۔

کیلشیم، سلفر اور رس ٹاکس کا کرانک ہے۔ برائیونیا کا بھی کرانک بنتا ہے۔ بیلاڈونا کا بھی کرانک ہے۔

کرانک کو کئی طرح سے سمجھا جاسکتا ہے۔ بیلاڈونا کا کرانک اس طرح کہ بیلاڈونا کی علامتیں کیلشیم کے مریض میں پائی جاتی ہیں۔ بیلاڈونا دیں تو علاج نہیں ہوتا لازماً کیلشیم دینی پڑتی ہے۔ یہ اس پہلو سے آرنیکا سے بھی مشابہ ہے۔ اس میں بھی تمام جسم کا ٹھنڈا ہونا اور سر کی طرف رحجان ہونا اس کی علامت ہے۔ تاہم کیلشیم کے مریض کے پاؤں کبھی ٹھنڈے ہوتے اور کبھی جلتے ہیں۔

کلکیریا کا مزاج گرمی سردی کا مرکب ہے۔ سرگرم اور پاؤں ٹھنڈے، چھاتی میں CONGESTION ہوتی ہے۔ جلد چکنی زردی مائل WAXY ہوتی ہے۔

PERNICIOUS انیمیا (کمی خون) میں کلکیریا کارب نمایاں اثر رکھتی ہے۔ یہ دراصل معدے کی جھلیوں کی بیماری ہے جس کے نتیجہ میں وٹامن بی۔۱۲ ہضم نہیں ہوتی۔ یہ جھلیاں وہ لعاب SECRETIONS نہیں نکالتیں جو وٹامن بی۔۱۲ کو ہضم کرسکیں۔ اس کے نتیجے میں جو انیمیا پیدا ہوتا ہے بی۔۱۲ اس کا علاج نہیں بلکہ یہ بیماری کے اثرات کو دور کرنے کے لئے دی جاتی ہے۔ اور چونکہ معدہ بی۔۱۲ کو ہضم نہیں کرتا اس لئے یہ بذریعہ انجکشن دی جاتی ہے اور ساری عمر ایسے مریض کو بی۔۱۲ کے ٹیکے لگانے پڑیں گے۔ لیکن اگر ہومیو دوا میں کلکیریا کارب دی جائے جبکہ اس کا مزاج ہو تو ایسا انیمیا ختم ہو جاتا ہے۔ جسم خود بخود خون بنانے لگ جاتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں نے کئی مریض اس طرح صحت یاب ہوتے دیکھے ہیں۔

کلکیریا کارب میں عضلات کا ڈھیلا پن یعنی RELAXATION OF MUSCLES ہوتا ہے۔ اس میں ہر قسم کا ڈھیلا پن ہے، سکون والی RELAXATION نہیں بلکہ مسلز ڈھیلے اور FLABBY ہو جاتے ہیں۔ ایسے مریض ڈھیلے ہوکر موٹے ہو جاتے ہیں۔ کلکیریا کارب مریض کو پھلا دیتا ہے۔ سارا نظام صحت بگڑ جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے علاج کے لئے کلکیریا کچھ عرصہ کے لئے مسلسل کھانی پڑتی ہے۔ اگر ایسا مریض کلکیریا کا CONSTI-TUTIONAL مریض ہو تو یہ دوا جسم کے نظام میں ڈوب کر اپنا اثر دکھائے گی۔ کلکیریا بہت زیادہ کھانے سے جو خرابیاں پیدا ہوسکتی ہیں ان میں کلکیریا کی کمی بھی شامل ہے وہ ہومیو ڈوز میں کلکیریا کھلانے سے ٹھیک ہوجاتی ہیں۔

گہری مزاجی دوائیں جو انسان کے جسم کی تعمیر میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں وہ اگر شفا کے لئے استعمال کریں تو سب سے زیادہ موثر ذریعہ شفا یہی ہے۔ جو گہری دوائیں جسم کی ساخت سے تعلق رکھتی ہوں ان دواؤں کو اثر کے لئے وقت ملنا چاہئے۔ اس عرصے میں عارضی دوائیں بے شک ساتھ استعمال کرائیں مگر کلکیریا کو نہ چھوڑیں مثلاً جلدی اثر کے لئے سلفر دی جاسکتی ہے۔ کلکیریا کے استعمال سے چھوٹی چھوٹی بیماریاں ابھر کر جلد پر آ جاتی ہیں۔ سطح پر ان کو گویا جھاڑو دے کر صاف کرنے کے لئے نکس وامیکا موثر ہے۔ بواسیر اور مسوں کے علاج کے لئے بھی موثر ہے۔

جلد پر گومڑ بننے لگیں۔ اس کی گٹھلیاں بہت خراب ہوتی ہیں۔ انسان کا حلیہ بگاڑ دیتی ہیں۔ ایسی شکل ہو جاتی ہے کہ قریبی لوگوں کے سوا دوسرے لوگ قریب ہونے سے گھبراتے ہیں۔ ان مسوں میں کلکیریا کارب بھی استعمال ہوتی ہے لیکن یہ اس کی روٹین کی دوا نہیں۔ اور بھی دوائیاں مسوں کے علاج کے لئے ہیں۔ اس میں AESCULUS موثر ہے۔ کلکیریا کی طرح ایسکولس کے بواسیری مسوں میں خونی پیپ ہوتی ہے۔ ایسکولس میں کلکیریا کی پہچان اس لئے نمایاں ہے کہ ایسکولس کے مسوں کا علاج آغاز ہی میں ملتا ہے۔ اس طرح وہ پہچانا جاتا ہے۔ جبکہ کلکیریا میں پہلے سلفر دی جاتی ہے۔

کلکیریا میں لمفیٹک گلینڈز پر حملے کا رحجان ہے۔ اس کا کینسر LYMPH گلینڈز میں چلا جاتا ہے۔ کلکیریا کارب کینسرس رحجانات کو روکنے کے لئے چوٹی کی دوا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بار بار کہنا پڑتا ہے کہ کلکیریا کا مزاج ہوگا تو اثر ہوگا ورنہ ٹکسالی کی دوا کے طور پر یہ کام نہیں کرتی۔

حضور نے فرمایا بعض بیماریوں میں عموماً دیہات کے ڈاکٹر پھوڑوں کو چیرا دے کر مواد نکالتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کلکیریا کارب ایسے چیروں کی ضرورت ختم کرسکتی ہے۔ گہرے پھوڑے جو عام سطح کے نیچے ہوتے ہیں وہ کلکیریا کارب کے پھوڑے ہیں۔ بعض جگہ ایسی جگہ پر پھوڑا ہوتا ہے کہ چوٹی کے سرجن بھی چیرا دیتے ہوئے بہت احتیاط کرتے ہیں۔

گہرے پھوڑوں میں کلکیریا چوٹی کی دوا ہے۔ یہ سلیشیا سے بہتر ہے اور کم خطرناک ہے۔ پیپ بنانے کی اور پھوڑے کو پکانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ ازخود اسے گھلا دیتی ہے اور غائب کردیتی ہے۔ اس پہلو سے کلکیریا کارب کچھ ACUTE اثر رکھتی ہے۔ ایسی صورت میں یہ وقتی دوا کے طور پر فائدہ دے گی۔

اس میں POLIPS کا پیدا ہونا بھی ہے۔ یہ جب پیپ بناتی بھی ہے تو دکھن دور ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ جسم کے اندر زہر پھیلنے سے بخار کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے لیکن ہومیو دوائیں جب پیپ بناتی ہیں تو نرمی سے بناتی ہیں۔ تناؤ پیدا نہیں کرتیں۔ طبعی جسم کا ردعمل TOXINS کو اس طرح خارج کردیتا ہے کہ بخار کی کیفیت بھی ختم ہو جاتی ہے ایسی صورتوں میں کلکیریا کا مریض واضح طور پر پہچانا جانا چاہئے۔

کلکیریا کے مریض کی پہچان FLABBY زرد رنگت، سر نسبتاً بڑا، پسینے کی طرف مائل۔ کبھی ٹھنڈا کبھی گرم اور گرم ہو تو ہاتھ پاؤں میں جلن، سارے جسم کا نظام RELAX (ڈھیلا۔ آرام کی طرف مائل) یہ عموی تصویر ہے کلکیریا کارب کے مریض کی جس کا ہر پہلو موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ مثلاً یہ لازمی نہیں کہ سر ضرور ہی بڑا ہو۔ کلکیریا کارب کے پیدائشی مریض میں سر بڑا، ماتھے پر فاصلہ۔ لیکن بعض مریض بعد میں بھی کلکیریا کے مریض بن جاتے ہیں۔

کلکیریا POLIP کو سکیڑ کر مثلاً جب ناک میں ہو تو جسم سے الگ کردیتی ہے۔ کبھی ناک صاف کرتے ہوئے یہ POLIP باہر آ جاتا ہے۔ جیلاٹین کی قسم کا مواد اکٹھا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں آپریشن کی ضرورت نہیں رہتی۔

## واقفین زندگی کی اشد ضرورت ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ ۳ اپریل ۸۷ء میں فرماتے ہیں:

"دوست یاد رکھیں کہ وقف زندگی دراصل سنت انبیاء ہے۔ انبیاء کے بچوں سے زیادہ دنیا میں اور کوئی معزز نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بچے اس عاجزی سے وقف کئے ہیں۔ اسی طرح گریہ وزاری کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے اور روتے ہوئے وقف کئے ہیں کہ انسان ان کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔

احمدیت کی اگلی صدی میں واقفین زندگی کی اشد ضرورت ہے۔ جماعت کے ہر طبقہ سے لکھوکھہا کی تعداد میں واقفین زندگی آنے چاہئیں جن کو دراصل ہم خدا کے حضور اس نیت کے ساتھ تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں کہ ان کی صلاحیتوں سے بعدازاں اگلی صدی کے لوگوں نے فائدہ اٹھانا ہے (وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

## تمہاری ہر حرکت خدا کے لئے ہو جائے

"اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کروگے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ قدم آگے بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

طب و صحت

# کمر درد کی تکلیف

کمر درد کے بارہ میں U.S. Public Health Service Agency For Health Care Policy and Research نے ایک تحقیق کی ہے جس میں لوگوں میں اس بیماری کے متعلق پائے جانے والے بہت سے اوہام کی اصلاح کی گئی ہے مثلاً:

وہم نمبر ایک: کمر درد کے ہوتے ہی فوراً ڈاکٹر کو دکھانا چاہئے۔

تحقیق: اس کے مطابق سوائے اس کے کہ کوئی شخص کسی جگہ سے گر جائے یا درد کے ساتھ بخار بھی ہو خواہ مخواہ ڈاکٹر کو نہیں دکھانا چاہئے۔ درد کی صورت میں دو تین روز آرام کرنے سے اور اسپرین یا اسی قبیل کی درد رفع کرنے والی ادویات کے استعمال سے صورت حال بہتر کرنے کی کوشش کریں۔ بستر پر لیٹا رہنے سے بہتری کا امکان کم ہے۔ نارمل طریق پر چلیں پھریں اور احتیاط کے ساتھ ورزش کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

پہلے ۴۸ گھنٹوں میں برف سے پانچ دس منٹ ٹکور کر کے بعد میں یا تو گرم پانی سے نہالیں یا کسی گرم چیز سے درد کی جگہ پر ٹکور کریں۔ اس سے بھی آرام محسوس ہوگا۔

اگر بالکل بھی آرام محسوس نہ ہو اور درد میں کوئی افاقہ نہ ہو تب ڈاکٹر کو دکھائیں۔ ورنہ دو ہفتوں تک کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کمر درد کے ۹۰ فیصد مریض چھ ہفتوں کے اندر اندر اپنے کام پر واپس چلے جاتے ہیں۔

لیکن گرنے کی صورت میں یا بخار کی صورت میں یا قوت میں کمی کا احساس ہو، نچلا دھڑ سن ہونا شروع ہو جائے یا پیشاب، پاخانہ کرتے وقت کنٹرول میں کمی محسوس ہو تو فوراً ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

بعض دفعہ کمر کی درد ذہنی دباؤ کے نتیجہ میں بھی ہوتی ہے۔ دباؤ میں دماغ عضلات کو تناؤ کے پیغامات بھیجتا ہے جس سے درد شروع ہو سکتی ہے۔

وہم نمبر ۲: بستر پر آرام کرنا بہتر ہے۔

تحقیق: تحقیق کے مطابق جو لوگ حسب معمول چلتے پھرتے رہتے ہیں ان میں کمر کا درد جلد ٹھیک ہوتا ہے کیونکہ اس طرح جسم کی بافتیں جلد تندرست ہو جاتی ہیں۔

وہم نمبر ۳: ڈاکٹری نسخہ کے مطابق خاص ادویات استعمال کی جائیں۔

تحقیق: عام ادویات جو درد میں افاقہ کرتی ہیں مثلاً اسپرین وغیرہ ابتداء میں کافی ہیں۔ بہت زیادہ Specific ادویات کی ضرورت نہیں۔

وہم نمبر ۴: فوراً ایکسرے کروانا چاہئے۔

تحقیق: عام طور پر کمر درد Ligaments یا Disc وغیرہ کے مسائل سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ چونکہ جسم کے نرم اعضاء ہیں اس لئے ایکسرے میں نظر نہیں آسکتے۔ ہاں اگر ڈاکٹر خاص طور پر ہڈیوں میں کوئی بیماری محسوس کرے تو پھر ایکسرے کا فائدہ ہوتا ہے۔ ایکسرے کے علاوہ Cat Scan اور ایم آر آئی (Magnetic Resonance Images) سے بھی مغالطہ لگ سکتا ہے۔ ۵۰ سال سے زائد عمر کے بہت سے افراد میں Facit Joints میں گنٹھیا کا مرض موجود ہوتا ہے جو ان مشینوں میں نظر آتا ہے حالانکہ یہ کمر درد کی اصل وجہ نہیں ہوتی۔

وہم نمبر ۵: کمر درد کی صورت میں سرجری کا امکان ہے۔

تحقیق: نئی تحقیق کے مطابق سرجری کی بہت کم مریضوں میں ضرورت پڑتی ہے۔

Stanford کے ڈاکٹرز Jeffrey A. Saal اور Joel S. Saal نے ۵۸ مریضوں پر تحقیق کی جن کی علامات ایسی تھیں جو آپریشن تجویز کر رہی تھیں۔ Saals نے انہیں ورزشی اور تعلیمی پروگرام پر کچھ عرصہ رکھا تو ۵۰ مریضوں میں نمایاں بہتری کے آثار ملے۔ ان ۵۸ میں سے بالآخر صرف چھ کو آپریشن کروانا پڑا۔

Disk ریڑھ کی ہڈی کے دو مہروں کے درمیان ایک Shock Obsorber کی طرح کام کرتی ہے۔ اگر کسی بیمار Disk کو آپریشن کے ذریعہ نکال دیا جائے تو نکلی ہوئی Disk کا کام سنبھالنے کے لئے اس کی اگلی پچھلی دونوں Disks کو زیادہ بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ اور وہ بھی دباؤ کا شکار ہو جاتی ہیں۔

وہم نمبر ۶: اپنے آپ پر بہت زیادہ جسمانی مشقت نہ ڈالو۔

تحقیق: اب ڈاکٹرز ورزش کرنے کے بارہ میں زیادہ زور دے رہے ہیں۔ ریڑھ کے ارد گرد کے عضلات جتنے مضبوط ہونگے ہڈی پر دباؤ برداشت کرنے کی صلاحیت اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

وہم نمبر ۷: Chiropractors سے بچیں۔

تحقیق: اگر اچھے سمجھ دار Chiropractor سے رابطہ کریں تو فائدہ کا امکان ہے۔

کمر درد کوئی ایسی بیماری نہیں جو اچانک شروع ہو جائے۔ ہماری زندگی میں رہن سہن بہت حد تک اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ماہرین اس سے بچنے کے لئے چند تجاویز پیش کرتے ہیں مثلاً:

**سگرٹ نوشی سے بچیں:** بارہ صد مریضوں کے مطالعہ میں ایک بات سامنے آئی ہے کہ سگرٹ نوش مریضوں کو کمر درد کا امکان زیادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سگرٹ نوشی سے دوران خون Disk کی طرف کم ہو جاتا ہے اور اس طرح ان میں کمزوری آجاتی ہے۔

**وزن درست طریق پر اٹھائیں:** وزن اٹھاتے وقت جسم سے کوئی چیز جتنی دور رکھی جائے گی جسم پر اتنا ہی دباؤ بڑھتا ہے۔ ۵۰ پاؤنڈ کے ایک پیکٹ کو اگر بازو لمبے کر کے اٹھایا جائے تو اس سے جسم پر ۶۰۰ پاؤنڈز کی قوت کا دباؤ پڑتا ہے۔

گھٹنے جھکا کر اور وزن کو جسم کے قریب کر کے اٹھانا چاہئے۔

**دیر تک ایک جگہ نہ بیٹھیں رہیں:** دیر تک ایک جگہ بیٹھنے سے بھی نقصان کا امکان ہوتا ہے۔ بیچ میں اٹھ کر چلیں، پھریں، کھڑے ہو جائیں۔ ہوائی جہاز میں سفر کرتے وقت اندر گھوم پھر لیں۔ کار چلاتے وقت رک کر چل پھر لیں۔ اس طرح بہت مفید ہوتا ہے۔

**وزن کم کریں:** موٹاپا کمر کے درد کو بڑھاتا ہے۔ خاص طور پر بڑھے ہوئے پیٹ سے کمر پر بہت زور پڑتا ہے اس لئے وزن کم کریں۔

**ورزش:** ہلکی پھلکی لیکن Endurance پیدا کرنے والی ورزشیں مثلاً پیدل چلنا، سائیکل چلانا یا تیرنا وغیرہ ورزش شروع کریں۔ اس سے کمر کے عضلات مضبوط ہوتے ہیں اور ریڑھ کی ہڈی زیادہ دباؤ برداشت کرنے کی صلاحیت حاصل کرتی ہے۔

(ماخوذ از ریڈرز ڈائجسٹ، جولائی ۱۹۹۵ء)

(مرسلہ: خلافت لائبریری، ربوہ)

بقیہ احمدی مسلم خواتین کی .....

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نہ آمد بسرم
اے جنوں گرد ے تو گردی کہ تو عجب احساں کردی

اے محبت جب تک میں پاگل نہیں ہو گیا عشق میں، اس وقت تک مجھے ہوش نہیں آیا۔ "تا نہ دیوانہ شدم" جب تک میں دیوانہ نہیں ہو گیا "ہوش نہ آمد بسرم" میرے سر میں ہوش تو نہیں آیا۔ "اے جنوں گرد ے تو گردی" اے جنوں میرا دل چاہتا ہے میں تیرا طواف کرتا رہوں جیسے خانہ کعبہ کا طواف کیا جاتا ہے "عجب احساں کردی" تو نے مجھ پر عجیب احسان کر دیا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کی خاطر، محمدؐ رسول اللہ کی خاطر جو زندگی بھر عظیم قربانیاں پیش کرنے کی توفیق ملی ہے وہ محبت ہی نے آسان کی تھیں۔ محبت ایک عجیب کیفیت ہے، جو ایک عجیب طاقت ہے جو ناممکن کو ممکن کر دکھاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں جب صحابہ اور صحابیات کو قربانیوں کی توفیق ملی تو اس کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ وہ محبت میں گم ہو چکے تھے، محبت میں فدا ہو چکے تھے۔ اگر محبت نہ ہوتی تو ان کے لئے ناممکن تھا کہ ان کڑی راہوں سے گزر سکتے۔ ان سختیوں کو جھیل سکتے، ان مشقتوں کو برداشت کر سکتے جو دین کی راہ میں ان کو دیکھنی پڑیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت بھی خدا کی محبت کے بعد ان پر حیرت انگیز اثر دکھا رہی تھی اور اس محبت کی خاطر وہ دیوانہ وار ہر قربانی کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔

ایک جنگ کے موقع پر ایک مسلمان خاتون کا یہ واقعہ ہمیشہ اسلامی تاریخ پر ستاروں کی طرح روشن اور چمکتا رہے گا۔ اس نے جب یہ سنا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم شہید ہو چکے ہیں تو مدینہ سے دیوانہ وار نکلی۔ کسی اور چیز کی ہوش نہیں رہی۔ میدان احد کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی اور ہر ایک سے پوچھتی تھی کہ محمدؐ مصطفیٰ کا کیا ہوا۔ ایک موقع پر ایک آنے والا جانتا تھا کہ اس خاتون کا خاوند بھی شہید ہو چکا ہے، اس کا بھائی بھی شہید ہو چکا ہے، اس کا بیٹا بھی شہید ہو چکا ہے۔ اس نے جب اس سے پوچھا کہ مجھے بتاؤ محمدؐ مصطفیٰ کا کیا ہوا۔ اس نے کہا بی بی تمہارا خاوند شہید ہو چکا ہے۔ اس نے کہا میں خاوند کا کب پوچھتی ہوں۔ مجھے بتاؤ محمدؐ رسول اللہ کا کیا ہوا۔ اس نے سمجھا شاید خاوند کی محبت نہیں، بعض لوگوں کو نہیں ہوتی۔ اس نے کہا بی بی تمہارا بھائی بھی شہید ہو گیا ہے۔ بڑے غصے سے پلٹ کے اس نے کہا میں بھائی کا کب پوچھ رہی ہوں۔ مجھے بتاؤ میرے محبوب محمدؐ رسول اللہ کا کیا ہوا۔ اس نے پھر یہی سمجھا کہ شاید وہ ماں ہے جو بیٹے کی محبت میں سرشار ہے، نہ بھائی کی پرواہ، نہ خاوند کی، آخر اس نے یہ خبر توڑی کہ بی بی تمہارا بیٹا بھی شہید ہو چکا ہے۔ تڑپ گئی، میں بیٹے کا کب پوچھتی ہوں۔ مجھے بتاؤ میرے محمدؐ کا کیا بنا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر کیا بیتی۔ عجب اتفاق ہوا، خدا تعالیٰ کا تصرف تھا کہ ابھی وہ یہ کہہ ہی رہی تھی کہ دور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو صحابہ کے جھرمٹ میں زخمی حالت میں ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آتے ہوئے دیکھا۔ دوڑ کے گئی اور دیکھتے ہوئے مسرور ہو گئی۔ اور اس کے منہ سے یہ فقرہ بے اختیار نکلنا شروع ہوا۔ "وکل مصیبة بعدک جلل"۔ کل مصیبة بعدک جلل" کہ اے میرے محبوب! اگر تو زندہ ہے تو ہر دوسری مصیبت ٹل چکی ہے، میرے لئے آسان ہو گئی ہے۔ مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے کہ اور مصیبتیں کیا ہیں۔

تو دیکھو یہ عشق ہی تھا جس نے ایک بیوہ کو اپنے خاوند کا غم برداشت کرنے کی توفیق بخشی۔ ایک ایسی عورت کو جس کا بھائی شہید ہو چکا تھا اس کا غم برداشت کرنے کی توفیق بخشی۔ ایک ایسی ماں کو جس کا بیٹا شہید ہو چکا تھا۔ اس کا غم برداشت کرنے کی توفیق بخشی اور یہ سارے غم محمدؐ رسول اللہ کی محبت کے سامنے بالکل حقیر اور بے معنی ہو کر دکھائی دینے لگے۔ پس مشقتوں کے قصے جب آپ سنتی ہیں تو ان سے مرعوب نہ ہوں۔ وہ مشقتیں جو خدا کی راہ میں آتی ہیں۔ ان کی توفیق بھی خدا سے عطا ہوا کرتی ہے۔ اور اس کا راز محبت ہے اگر اللہ سے آپ محبت اپنے دلوں میں پیدا کر دیں گی تو اپنے بچے بھیڑ بکریوں کی طرح دکھائی دیں گے۔

ایک مسلمان عورت کے متعلق آتا ہے کہ اس کے سات بچے تھے۔ اس نے سات بچوں کو میدان جنگ میں جھونک دیا اور کہا میں ایک کو بھی واپس آتا نہ دیکھوں۔ اگر تم میں سے کوئی ایک میدان جنگ چھوڑ کر بھاگا تو میں تمہاری ماں نہیں۔ تم ساتوں جاؤ اور خدا کی راہ میں شہید ہو جاؤ۔ یہ عقل کی باتیں تو نہیں ہیں۔ یہ محبت کے قصے ہیں۔ پس محبت ہی ہے جو آپ کو آئندہ قربانیوں کے لئے تیار کرے گی۔ اللہ کا پیار اپنے دلوں میں پیدا کریں، اللہ کے پیار کو اپنے دلوں میں پالیں، اللہ کے پیار کو اپنے دودھ میں اپنے بچوں کو پلائیں، لوریوں میں ان کو سنائیں۔ بچپن سے خدا کے عشاق پیدا کر دیں پھر ہر مصیبت آسان ہی آسان ہے۔ دنیا کا کوئی ابتلا آپ کو ڈرا نہیں سکے گا۔

یہ چند واقعات جو آپ نے احمدی ماؤں کی قربانیوں کے سنے ہیں یہ بالکل معمولی اور حقیر سی چیزیں دکھائی دینے لگیں گی۔ آپ ان سے بہت بڑھ چڑھ کر خدا کی محبت میں قربانیوں کے لئے اپنے آپ کو تیار پائیں گی۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ احمدی عورتوں کی نسلوں کے بعد نسلیں خدا کی محبت میں سرشار پیدا ہوتی چلی جائیں اور خدا کی محبت میں یہ سرشار نسلیں پیچھے چھوڑ کر رخصت ہوا کریں۔ آمین۔

اب میں باقی واقعات کو سردست چھوڑ دیتا ہوں کیونکہ وقت کافی ہو چکا ہے۔ اور جو میرا مقصد تھا وہ میں نے کھول کر بیان کر دیا ہے۔ ان واقعات کو زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے، ہماری ذمہ داری ہے۔ اور یہ ہمارا قرض ہے ان شہیدوں اور ان خدا کی راہ میں تکلیفیں اٹھانے والوں پر۔ لیکن اگر ہم اس قرض کو ادا کریں گے اور جیسا کہ میں نے آپ سے بیان کیا ہے خدا کی محبت میں سرشار ہو کر اس جذبہ قربانی کو اپنا لیں گے تو آئندہ نسلوں پر ہم احسان کرنے والے ہوں گے۔ ہم ایک ایسی قوم بن جائیں گے جو شہیدوں کی طرح ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔ اللہ ہمیں ابدالآباد تک زندہ رکھے۔ اب آیئے دعا میں شامل ہو جائیں۔

(تیسری قسط)

# سوال و جواب

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۹۵ء کو محمود ہال لندن میں ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں بعض غیر از جماعت احباب نے بھی شمولیت فرمائی۔ اس موقع پر معزز مہمانوں کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی گفتگو افادہ احباب کے لئے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے مرتب کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (مدیر)

## جماعت احمدیہ کی مخالفت کی اصل وجہ

میرپور آزاد کشمیر سے تعلق رکھنے والے ایک مہمان کا یہ کہنا تھا کہ ہم نے کبھی یہ نہیں سنا کہ کوئی حکومت کسی مذہبی فرقے کو اقلیت یا غیر مسلم قرار دے دے۔ انہوں نے از خود یہ سوال بھی اٹھایا کہ میرا خیال ہے کہ پاکستان میں احمدی مسلمانوں کو اس لئے غیر مسلم قرار دیا گیا ہے کہ احمدی مسلمان تعلیم یافتہ ہیں اور خدمت خلق کے ذریعہ پاکستانی عوام کے لئے بہتر ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ملکی اور غیر ملکی حکومتیں نہیں چاہتیں کہ احمدی مسلمان یہ کام کر سکیں کیا میرا یہ خیال درست ہے یا کوئی اور وجہ ہے؟

حضور نے فرمایا سو فیصدی درست ہے۔ اصل بات Jealousy ہے۔ مسلمانوں میں سے علماء کی وہ تحریک جو شروع سے خالصۃً احمدیت کی مخالفت میں وقف رہی ہے ان کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ وہ ہر کوشش کے بعد اور اپنی ناکامی کو محسوس کرنے کے بعد یہ سمجھنے لگ گئے کہ جو ہتھیار انہوں نے احمدیت کو روکنے کے لئے استعمال کئے وہ کارگر ثابت نہیں ہوئے، احمدیت اپنی راہ میں کھڑی ہر روک سے باہر نکل گئی ہے۔ اس پر مخالفین کا رویہ Stiff ہوتا چلا گیا بلکہ دن بدن اور زیادہ Stiff ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ انہوں نے سوچا کہ اگر ملکی قانون ان کو غیر مسلم قرار دے دے تو ان کے گرد اتنی بڑی دیوار حائل ہو جائے گی کہ کوئی مسلمان یہ سوچ بھی نہیں سکے گا کہ اس دیوار کو پھلانگ کر وہ احمدیت میں داخل ہو۔

آپ نے صحیح تجزیہ کیا ہے۔ مخالفین احمدیت کا یہ مقصد نہیں ہے کہ خدمت خلق نہ ہو ان کا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت جس کے اندر ایسا کردار پیدا ہو چکا ہے اور جو اپنے کردار سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس کی نشوونما کو روکنے کا اور کوئی حل ان کے پاس نہیں ہے۔ پھر اس پر دیواریں کھڑی کرتے رہے، پہلے چھوٹی اور پھر بڑی۔ پھر انہوں نے ایک دیوار یہ بنائی تھی کہ ان کو غیر مسلم قرار دے دیا جائے۔ وہ فیصلہ بھی ہو گیا۔ چنانچہ جب بھٹو صاحب کے دور میں ۱۹۷۴ء میں غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ ہوا تو ۷۴ء سے لے کر جو بعد کے دس سال آئے ہیں انہوں نے احمدیت کی ترقی کی رفتار کو تیز تر ہوتے دیکھا یہاں تک کہ جب ۱۹۸۴ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو فیصلہ ہو رہا تھا یعنی حکومت کی طرف سے کارروائیاں مکمل ہو رہی تھیں تو اپریل کے آخری دنوں میں میں اسلام آباد میں تھا اور مجھے بھنک پڑ چکی تھی کہ کچھ ہونے والا ہے۔ میں وہاں پہنچا ہوا تھا قریب سے معلوم کرنے کے لئے کہ آخر یہ کیا کھچڑی پک رہی ہے۔ اس وقت حکومت کے لئے مسئلہ یہ تھا کہ میری مجلس سوال و جواب میں شریک ہونے کے لئے پشاور تک سے ٹرک اور بسیں بھر بھر کر اسلام آباد آ رہی تھیں اور اسلام آباد سے سو سو دو سو میل دور دور کے لوگ یہ پتہ کر کے کہ امام جماعت احمدیہ وہاں پہنچا ہوا ہے اور اس کی مجلس میں ہر ایک کو کھلا سوال کرنے کی اجازت ہے علماء بھی آ رہے تھے، دوسرے بھی آ رہے تھے۔ اب یہ بات تو ریکارڈ پر ہے کہ حکومت نے دفعہ ۱۴۴ لگا کر آنے والوں کے راستے روکے اور کہا کہ ان کو یہاں پہنچنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر ہم جھوٹے تھے تو ان کو چاہئے تھا کہ علماء بیچ میں داخل کرتے اور وہ کھلے سوال کر کے اس مجلس میں جس میں میں پابند تھا سوالوں کے جوابات دینے کا اس میں وہ ہمیں جھوٹا ثابت کرتے۔ یہ باتیں On Record ہیں ان کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ یہ تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ اٹک کے پل پر جو چیک پوسٹ ہے اس پر پٹھانوں کی تین بسیں واپس کی گئیں جو قبائلی علاقوں اور دوسری جگہوں سے مجلس سوال و جواب میں شامل ہونے کے لئے آ رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود مسجد بھر جاتی تھی بلکہ باہر اچھل جاتی تھی۔ حالت یہاں تک پہنچی، میرے پاس اس کی بڑی دلچسپ ریکارڈنگ ہے۔ میں نے کہا کہ جس ملٹری کے حوالے سے احمدیت کو دراصل غیر مسلم قرار دیا گیا ہے یعنی اسلام سے باہر قرار دیا گیا ہے وہاں مجلس لگنی چاہئے۔ چنانچہ راولپنڈی میں پشاور روڈ کے ارد گرد ملٹری کا جو دائرہ ہے یعنی کینٹ کا علاقہ ہے وہاں مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی اس میں ان کے جرنیل آئے وہاں ان کے بریگیڈئر آئے وہاں ہر طبقہ کے افسران آئے اور مجلس کی ریکارڈنگ ہوئی اور اس کی ویڈیو ہمارے پاس محفوظ ہے۔ وہ افسران جنہوں نے شروع میں بڑھ بڑھ کر سوال کئے اور ثابت کرنا چاہا کہ حکومت نے جو اقدامات کئے تھے وہ درست تھے میرے جواب کے آخر پر ان میں سے بعض آپ کو روتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ سب سر تائید میں ہل رہے تھے۔ یہ وہ چیز تھی جس نے Penetrate کیا ہے اور وہ فیصلے جو ہو سکتا ہے کچھ تاخیر سے ہوتے وہ پھر افراتفری میں جلدی کئے گئے ہیں۔

## الٰہی جماعتوں کی مخالفت کا ایک بڑا محرک

پس اصل بات یہ ہے کہ الٰہی جماعتوں کی جو مخالفت علماء کی طرف سے ہوا کرتی ہے۔ اس کی بنیاد دراصل عقیدہ کے اختلاف سے بڑھ کر Jealousy پر ہوتی ہے اور مخالفت کی یہی وجہ حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانے میں بھی موجود تھی ورنہ آپ نے کون سا ایسا عقیدہ پیش فرمایا تھا جس پر قیامت برپا ہو جاتی۔ ان کی یہی تعلیم تو تھی کہ ایک گال پر کوئی تھپڑ مارے تو تم دوسرا گال اس کے سامنے کر دو۔ اس میں کون سی خطرناک بات ہے۔ مگر اس وقت (یہود) کے علماء جانتے تھے کہ یہ انقلابی بات ہے۔ حالات ایسے پک چکے ہیں کہ اب یہی عقیدہ ہے جو چلے گا اور ظلم کا عقیدہ اب نہیں چل سکتا۔ وہی صورت حال احمدیت نے عملاً اسلام کے دائرہ میں پیش کی اور اس سے گھبرا کر علماء نے ایک کے بعد دوسری کوشش کی۔ پھر ضیاء صاحب آئے اور یہ واقعہ ہو گیا کہ احمدیوں کو مسلمان کہلانے کی اجازت نہیں، کلمہ پڑھنے کی اجازت نہیں، مسلمانوں کی طرح چلنے پھرنے کی اجازت نہیں ہے، مسجد کو مسجد کہنے کی اجازت نہیں، اذان دینے کی اجازت نہیں ہے اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد عملاً کیا کیا۔ عملاً سو فیصدی ثابت کر دیا کہ محمد رسول اللہؐ اور آپ کے ساتھیوں سے اگر کسی کو مشابہت ہے تو صرف جماعت احمدیہ کو ہے۔ اس کے سوا کچھ حاصل نہ کر سکے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں پھر کثرت سے لوگ احمدی ہوئے اور انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ اب ہمیں سمجھ آئی ہے کہ بہتر (۷۲) فرقے کون تھے اور تہتر واں کون ہے۔ اس کی منطق کو آپ سمجھیں تو آپ حیران ہونگے۔ یہ بہت گہری بات ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہود بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے تھے میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں سے ایک ۷۳ویں جماعت ہوگی جیسا کہ مسیح نے ۷۳ویں جماعت پیدا کی۔ جب اس کی پہچان پوچھی گئی کہ کیسے پتہ چلے کہ ۷۳ کی تھیلی میں ۷۳واں کون ہے اور ۷۲ کون ہیں تو یہ بڑا مشکل سوال تھا۔ کیونکہ جس طرح آپ سے پہلے ایک معزز مہمان نے سوال کرتے ہوئے کہا ہے کہ سارے مسلمان انڈے ہی کہلاتے ہیں۔ سب انڈوں کی شکلیں ایک جیسی ہوتی ہیں، ہمیں کیا پتہ ہے کہ کون سا انڈہ گندا ہے اور کون سا ٹھیک ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ تہترویں جماعت کیسے پہچانی جائے گی۔ آپ تو فرماتے ہیں کہ سب مسلمانوں ہی کے فرقے ہونگے تو اس کے جواب میں آپ کی شان رسالت اور فراست دکھائی دیتی ہے۔ اتنا مشکل سوال نظر آیا کہ یوں لگتا ہے اس کا جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن آنحضرتؐ کا جواب سنئے۔ آپ نے فرمایا، "ما انا علیہ واصحابی" ۷۳ویں فرقہ کی پہچان کوئی مشکل نہیں ہے۔ جس حالت پر تم مجھے اور میرے صحابہ کو دیکھ رہے ہو ۷۳ میں ہر ایک کی وہ حالت نہیں ہوگی۔ صرف ایک کی ہوگی باقی سب کی حالت ان سے جدا ہوگی۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا کیا حال تھا۔ پہلا حال یہ تھا کہ کلمہ نہیں پڑھنے دیا جاتا تھا اور مکہ کی گلیوں میں بہنے والا خون گواہ ہے کہ صحابہ کو اس جرم میں بہت اذیت ناک سزائیں دی گئیں کہ لا الہ الا اللہ کا کلمہ نہیں پڑھنا۔ دوسرے ان کو مسلمان کہلانے کی اجازت نہیں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دوسرے بزرگوں نے جب خانہ کعبہ کے پاس جا کر اعلان کیا کہ ہم مسلمان ہیں تو اس بات پر ان کو مار نہیں پڑی کہ تم نے دین بدلا ہے۔ ان کو اس بات پر مار پڑی کہ تم اپنے آپ کو مسلمان کیوں کہتے ہو۔ ہم تو تمہیں صابی کہتے ہیں۔ مرزائی قادیانی کی قسم کا محاورہ وہاں بھی جاری تھا کہ تم اپنے آپ کو صابی کہو ہمیں کوئی تکلیف نہیں۔ لیکن مسلمان نہیں کہنے دینا اور یہ جھگڑا شروع ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تو نماز سے روکا جاتا تھا اور کہتے تھے کہ ہم یہ نماز برداشت نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم کہتا ہے "ارئیت الذی ینھی عبداً اذا صلی" (سورہ العلق: ۱۰، ۱۱) کہ تم نے اس بدبخت کا حال نہیں دیکھا کہ جب خدا کا بندہ اس کی عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور وہ روک رہا ہے۔ کسی کا کیا حق ہے کہ اس کی عبادت سے روکے۔ یہ حالت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صحن میں مسجد بنی تو دشمنوں نے اس کو منہدم کر دیا کہ تمہیں مسجد بنانے کا کوئی حق نہیں۔ حج آپ کے عقائد میں داخل تھا۔ بلکہ حج کی غرض و غایت ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری فرمانی تھی لیکن حدیبیہ کے مقام پر کیا ہوا، حج سے روک دیا گیا۔

## پیغمبر اسلام کے نام پر منظّم بغاوت

اب آپ ان علامتوں کو ذہن میں رکھ کر تاریخ اسلام پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج تک کوئی ایک بھی اسلامی فرقہ نہیں ہے جسے کلمہ پڑھنے سے جبراً روکا گیا ہو۔ ایک بھی اسلامی فرقہ نہیں ہے جسے نماز پڑھنے سے روکا گیا ہو۔ نماز کی طرز میں اختلاف پر فساد ہوئے ہیں لیکن نماز پڑھنے سے کبھی روکا نہیں گیا۔ حج سے نہیں روکا گیا۔ مسجدیں بنانے اور مسجدوں کو مسجدیں کہنے سے نہیں روکا گیا۔ اذان دینے سے نہیں روکا گیا یہاں تک کہ شیعوں کی اذان میں تو علی صفی اللہ وغیرہ کے الفاظ بھی ملتے ہیں لیکن اس کے باوجود مسلمانوں نے برداشت کیا ہے اور ان کو اذان کہنے سے نہیں روکا۔ یہ ساری باتیں ۱۹۸۴ء میں پوری طرح سزا بن کر احمدیوں پر نافذ ہوئی ہیں۔ ہمیں یہ کہا گیا کہ تم کلمہ پڑھنے سے باز آ جاؤ ورنہ مار پڑے گی۔ کلمہ پڑھو گے تو موت کی سزا ہے۔ ایک احمدی یہ کہے کہ "محمد رسول اللہ" تو یہ گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کے مترادف ہے۔ یہ تمام باتیں احمدیت کے حق میں یکجا ہوئی ہیں یا نہیں۔ اگر ہوئی ہیں تو وہ جو محاورہ ہے کہ کفن میں آخری کیل ٹھونکنا اس کے مطابق ضیاء صاحب نے اپنے ہاتھ سے آخری کیل ٹھونک دی۔ اس کے اندر کیا تھا ۷۲ فرقے جو سب متفق ہو گئے تھے کہ احمدی الگ ہیں اور ہم الگ ہیں۔ ۷۲ فرقوں کا گویا اس بات پر اتفاق ہو گیا تھا کہ ہم آپس میں جو مرضی اختلاف کر لیں ہمیں غیر مسلم نہ کہنا، ہماری نمازیں نہ روکنا، ہمارے کلمے نہ روکنا، ہماری طرز عبادت پر اعتراض نہ کرنا۔ اب ہم سب ایک ہو چکے ہیں، ایک ہی گند تھا جسے ہم نے نکال کر باہر پھینک دیا ہے۔ اس کے بالمقابل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کیا تھا کہ جب ۷۲ ہونگے اور ایک ہو گا تو سچا کون ہو گا۔ ۷۲ سچے ہونگے یا ایک سچا ہو گا۔ ظاہر ہے کہ آپ نے ایک کے سچا ہونے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور ان کا فیصلہ کیا ہے؟ انہوں نے بہتر (۷۲) نے تو وہ فیصلہ کیا ہے جو دراصل اسلام کے نام پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر عالم اسلام کی پہلی منظّم بغاوت کے مترادف ہے۔ اس سے پہلے عالم اسلام حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کسی فیصلے کے خلاف بغاوت میں کبھی ملوث نہیں ہوا۔ ایک فرقہ کے برغم خود بد عقیدوں کو باغیانہ عقیدہ سمجھا گیا مگر ۷۲ کا اتفاق اور اجماع یہاں آپ کو دکھائی دیتا ہے جس کا کوئی توڑ نہیں۔ تمام فرقوں نے فیصلہ کیا کہ جماعت احمدیہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور صرف یہی دائرہ اسلام سے خارج ہے اور باقی تمام فرقے جو چاہیں عقیدے رکھتے پھریں وہ سب اسلام کے ۷۲ کے تھیلے میں داخل ہیں۔ یہی تو بحث تھی کہ اس تھیلے کے باہر کون ہو گا اور اندر کون ہو گا۔ مگر Jealousy کی وجہ سے ہوا یہ۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ - محمود احمد ملک)

★★سیرالیون میں احمدیت کا نفوذ جماعتی لٹریچر کے ذریعہ سے ہوا اور ۱۹۲۱ء میں صحابی حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر پہلے مبلغ کی حیثیت سے وہاں پہنچے۔ ۱۹۳۷ء میں باقاعدہ مشن حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کے ذریعہ سے قائم ہوا اور ۴۰ء میں محترم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری بھی وہاں پہنچ گئے۔ ان مبلغین نے مالی مشکلات کی بناء پر پیدل اور مقامی ذرائع آمدورفت کے ذریعہ سے ملک کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ محترم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری دسمبر ۵۲ء میں وہاں پہنچے۔ ان کی بعض یادوں پر مشتمل ایک مضمون "الفضل" ربوہ ۱۷ ستمبر میں شائع ہوا ہے۔

★★اسی شمارے میں محترم صوفی محمد اسماعیل بٹ صاحب سابق امیر چونڈہ کا ذکر خیر محترم حمیداللہ صاحب نے کیا ہے۔ مرحوم کے دور امارت میں چونڈہ چندہ جات کے میدان میں صف اول میں شمار ہونے لگا۔ ۹۲ سال کی عمر میں بھی آپ خود وصولی کے لئے کسی کا سہارا لے کر نکل کھڑے ہوتے اور جب تک نادہند بقایاجات ادا نہ کردیتے، آپ انکے گھر سے چائے پانی وغیرہ نہ لیتے۔ آپکی ڈائری میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا کے نتیجہ میں انکی عمر کے حوالہ سے انہیں ۹۵ کا ہندسہ دکھایا ہے۔ لیکن یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سے مراد ۹۵ء ہے یا ۹۵ سال عمر۔ آپ کی وفات ۳۰ جولائی ۹۵ء کو ۹۲ سال کی عمر میں ہوئی۔

★★محترم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب "تعلیم الاسلام کالج کی تاریخ" بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تقسیم ہندوستان کے وقت جب ہمارا کالج لاہور منتقل ہوا تو لاہور کے ایف۔سی کالج کے ہندو اساتذہ وہاں سے جاچکے تھے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کالج سے یہ معاہدہ کرلیا کہ ہمارے کالج کا سٹاف ان کے کالج میں بلا معاوضہ ایک سال تک پڑھائے گا اور اس کے عوض ہمارے کالج کے طلباء انکی لیبارٹری میں پریکٹیکل کیا کریں گے۔ چنانچہ تعلیم الاسلام کالج کے دوبارہ اجراء کا اعلان کردیا گیا اور پہلے دن ۶ طلباء داخل ہوئے۔ بعد میں ہمارے کالج کو ڈی۔اے۔وی کالج کی عمارت الاٹ ہوگئی جسکا سارا فرنیچر، دروازے اور روشن دان تک ہندو پناہ گزینوں نے جلا ڈالے تھے۔ جماعت نے زرکثیر صرف کرکے اسے قابل استعمال بنایا۔ مضمون نگار، ہندوستان کے سیاسی راہنماؤں علی برادران کے بھتیجے اور محترم مولانا عبدالمالک خانصاحب مرحوم کے بھائی ہیں، ۱۹۳۱ء میں ایم۔ایس۔سی کرنے کے بعد حیدرآباد میں ۱۱۰ روپے ماہوار پر سائنس ٹیچر ہوگئے۔ ۴۷ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے پیغام پر آپ نے لبیک کہا اور تعلیم الاسلام کالج کے لئے اپنی ملازمت ترک کردی۔ حیدرآباد سے پاکستان پہنچنا بھی ایک معجزہ تھا اور یہ سفر آپ نے ایک احمدی کیپٹن کے چپڑاسی کی حیثیت سے فوج کے ساتھ کیا۔ مضمون نگار مزید لکھتے ہیں کہ ایک مجلس مشاورت کے موقع پر سیدنا مصلح موعودؓ نے آپکے نام کے ساتھ بےساختہ پروفیسر کہہ دیا اگرچہ بظاہران کا پروفیسر بننا ممکن نہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک کتاب "خلا کی تسخیر" تصنیف کرنے کی توفیق دی جو نہ صرف بہت مقبول ہوئی بلکہ اس کی بنیاد پر ہی آپ پروفیسر کے عہدہ پر ترقی کرگئے۔ یہ مضمون روزنامہ "الفضل" ۱۹ ستمبر میں شائع ہوا ہے۔

★★حضرت مرزا محمد شفیع صاحب ۱۸۷۷ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۱ء میں بیعت کی اور ۱۹۰۳ء میں قادیان تشریف لاکر حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ اور پھر باالتزام ہر سال جلسہ پر آتے رہے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد آپ محکمہ ڈاک میں ملازم ہوگئے تھے۔ ۱۹۱۱ء میں دہلی دربار کے موقع پر آپ ایک سپیشل پوسٹ آفس میں انچارج تھے اور آپکو اعلیٰ خدمات کے عوض چاندی کا تمغہ دیا گیا۔ ۱۹۲۳ء میں قادیان تشریف لے آئے۔ جنوری ۲۴ء سے ۳۲ء تک آڈیٹر اور پھر وفات تک محاسب صدر انجمن احمدیہ کے عہدہ پر فائز رہے۔ ۱۷ جنوری ۴۵ء کو دہلی میں انتقال ہوا۔ جنازہ قادیان لایا گیا جہاں حضرت مصلح موعودؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ کو کندھا دیا۔ آپ کے ایک بیٹے مرزا احمد شفیع صاحب جو تعلیم الاسلام سکول میں استاد تھے ۴۷ء میں سکھوں کے حملہ کے نتیجہ میں شہید ہوگئے۔ ایک اور بیٹے مرزا منور احمد صاحب ۴۶ء میں بطور مبلغ امریکہ گئے جہاں ۴۸ء میں انکی وفات ہوئی۔ آپکے مختصر حالات زندگی تاریخ احمدیت کی مدد سے محترم محمد یوسف بقاپوری صاحب نے تحریر کئے ہیں جو "الفضل" ربوہ ۲۴ ستمبر میں شائع ہوئے ہیں۔

★★جنگ عظیم دوم میں اپنی فتح کی پچاسویں سالگرہ منانے والی مغربی اقوام آجکل جاپان سے انسانیت کے خلاف جنگ کے دوران کئے جانے والے مظالم پر معافی مانگنے کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ انگریزی ماہنامہ "ریویو آف ریلیجنز" ستمبر ۹۵ء میں شائع ہونے والے محترم فرید احمد صاحب کے ایک مضمون میں معافی کا مطالبہ کرنے والی اقوام سے اپنے گریبان میں جھانکنے کے لئے کہا گیا ہے جہاں آج بھی نسل کشی کے مجرمانہ واقعات ہورہے ہیں۔ نیز اس زور شور کے ساتھ فتح کے جشن منانا دوسروں کے جذبات کو مجروح اور ازسرنو مشتعل کرنے والی بات ہے۔

★★ریویو کے اسی شمارہ میں حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب کا عمدہ مضمون "حیات بعد الموت" پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اسکے علاوہ "عصر حاضر کے مسائل کا حل" کے عنوان سے حضور انور کے ایک اہم خطاب کی پہلی قسط بھی شامل اشاعت ہے جو حضور انور نے صدسالہ جوبلی کے موقع پر کوئین الزبتھ ثانی ہال میں سینکڑوں معززین کی موجودگی میں فرمایا تھا۔ نیز حضور انور ایدہ اللہ کا "اواگون" سے متعلق سوال کا تفصیلی جواب بھی اسی شمارہ میں شائع ہوا ہے۔

★★"تقدیر" کے موضوع پر محترم خالد سیف اللہ صاحب کے گہرے علمی مضمون کے علاوہ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا "عرب اور اسلامی دنیا میں سائنسی تحقیقات" کے عنوان سے مضمون کی قسط دوم شائع ہوئی ہے جس میں وہ پانچ بنیادی باتوں کو سائنسی احیاء کی بنیاد قرار دیتے ہیں یعنی عزم صمیم، فیاضانہ سرپرستی، احساس تحفظ، خود اعتمادی اور سائنسی تحقیق کو بین الاقوامی بنانا۔ مسلم سائنسدانوں کو ایک جماعت بننے کے علاوہ آپ یہ نصیحت بھی کرتے ہیں کہ سائنسی تحقیق کا رخ قرآن کریم کی روشنی میں متعین ہونا چاہئے۔

## بقیہ خطبہ جمعہ

مالی تنگی محسوس ہوتی تھی تو بجائے اس کے کہ زیادہ وقت مال کمانے پہ لگائیں سارے کام چھوڑ کے تبلیغ کو نکل جاتے تھے اور فارمولا یہ بنایا ہوا تھا کہ میں اللہ کے کام کرتا ہوں اللہ میرے کام کرے گا اور کرتا تھا، کبھی بھی اس میں ناکامی نہیں ہوئی۔ ان کے واقعات جو اس وقت بھی سننے میں آئے اب بھی شاید ان کی اولاد نے محفوظ کئے ہوں ان میں حیرت انگیز اعجازی نشانات ہوتے تھے۔ وہ کام پہ گئے ہیں خدا کے کام پر تبلیغ شروع کی رات کو واپس آئے تو پتہ لگا کہ منی آرڈر آیا پڑا ہے کسی کی طرف سے تحفے کے طور پر، وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ رقم کہیں سے آئے گی اور وہ تحفہ مل جایا کرتا تھا۔

تو اللہ تعالیٰ تو خود کام بنادیتا ہے لیکن اگر غم لگاکر اس کے کاموں کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں اور اس کے کاموں پر نگاہ رکھیں۔ پس جتنی قومیں ہم میں نئی آرہی ہیں خواہ اس ملک میں ہوں یا جرمنی میں ہوں یا افریقہ میں ہوں یا FAR EAST میں جو بحرالکاہل کے جزائر ہیں ان میں ہوں، ہر طرف ایک ہی نسخہ ہے جو کام کرے گا آپ کو اپنی صلاحیتیں بڑھانے کے لئے اپنے بوجھ بڑھانے ہونگے اور جن پر بوجھ نہیں ہے ان پر بوجھ ڈالنے ہوں گے، جلد از جلد بھرتی شروع کریں اور کام آپ کو اتنے میں بتاچکا ہوں کہ اگر آپ نے کرنے ہیں تو اس تعداد سے ہو ہی نہیں سکتے۔ کام بھی بہت ہی زیادہ ہیں اور بہت ہی اہم کام ہیں، ہماری بقا کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں آپ کو لازماً آدمی چاہئیں۔ تو بجائے اس کے کہ یہ سمجھیں کہ جو چار گنتی کے آدمی کام کر رہے ہیں وہی اچھے ہیں اس تکبر میں مبتلا نہ ہوں۔ جن کو آپ برا سمجھتے ہیں ان کو پیار سے پکڑیں اور سمجھائیں ان میں سے حیرت انگیز طور پر ایسے کیسے کام کرنے والے نکل آئیں گے جو آپ سے بھی بہتر ثابت ہوں گے یعنی ہوسکتا ہے کہ بہتر ثابت ہوں پھر تمام نئے آنے والوں کو کسی طرح کاموں میں ملوث کریں۔ اس دفعہ جرمنی کے دورے پر جو بات میں نے خاص طور پر دیکھی ہے اس نصیحت کے نتیجے میں جن جن جماعتوں میں نئے آنے والوں پر ذمہ داری ڈالی گئی ہے ان کی تو کیفیت بدل چکی ہے۔ جن پر کوئی بوجھ ڈالا گیا ہے وہ تو پہچانا نہیں جاتا یوں لگتا ہے جیسے صحابہ کی اولاد ہو۔ تمام انداز بدل گئے، نہ یورپ کا اثر، نہ سفید فام کی طرف منسوب ہونے کا وہم ان کی راہ میں اور خدمت دین کی راہ میں حائل ہوا یا ہوسکتا ہے، اب وہ مٹی بن گئے۔ پس عجیب بات ہے کہ مٹی سے آدم بنتا ہے اور جب آدم بنتا ہے تو پھر وہ مٹی ہوجاتا ہے وہ خدا کی راہ میں خاک ہوجاتا ہے اور یہی عرض کرتا ہے کہ میں تو خاک ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ میں اپنی حیثیت نہیں بھولا اے خدا تو نے مجھے بہت ترقی دی بہت اونچی اڑانیں بخشیں مگر میں جانتا ہوں کہ میں ہوں کیا۔ پس خاک سے اٹھنے والا آدم ہمیشہ خاک کی طرف لوٹتا ہے اور یہی سچا انکسار ہے جو خدا کو پسند آتا ہے۔ یہی وہ انکسار ہے جس سے نبی بنتے ہیں، جس سے صدیق بنتے ہیں، جس سے شہید پیدا ہوتے ہیں، جس سے ولی اٹھتے ہیں۔ پس اس خاک سے آپ بھی اٹھیں خود آدم بنیں اور آدم بن کر پھر مٹی ہو جائیں اور پھر آپ کی مٹی سے اور آدم اٹھیں، یہ وہ دور ہے جب ہمیں اس کثرت کے ساتھ بار بار نئے پیدا ہونے والے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

خطبہ ثانیہ میں تشہد کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

"صدر صاحب انصاراللہ سوئٹزرلینڈ بشیر احمد صاحب طاہر کی طرف سے یہ فیکس موصول ہوئی ہے کہ اس خطبے میں ہمارے لئے بھی دعا کی درخواست کردیں۔ آج نماز جمعہ کے بعد ہمارا چوتھا سالانہ اجتماع شروع ہورہا ہے۔ اللہ ان کے اس اجتماع میں برکت ڈالے اور کثرت کے ساتھ ان میں کامیاب داعی الی اللہ پیدا فرمائے، یعنی سلطان نصیر عطا کرے۔

Earlsfield Properties

RENTING
AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN
ALL AREAS FOR
WAITING TENANTS

# دلچسپ خبریں

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

## کان جو صرف کام کی بات سنتے ہیں، غیر پسندیدہ شور نہیں سنتے

آپ کا گھر سڑک کے کنارے واقع ہے اور ٹریفک کے مسلسل شور سے تنگ آ چکے ہیں۔ دفتر جائیں تو وہاں ائر کنڈیشنز اور دفتری مشینوں کا مسلسل شور آپ کو سننا پڑے گا۔ ہوائی جہاز میں بیٹھیں تو اس کے شور سے کان بند ہو جاتے ہیں۔ اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ کانوں میں روئی ٹھونس لیں شور کا کچھ نہ کچھ مداوا ہو جائے گا۔ لیکن ساتھ ہی جو کام کاج کی باتیں آپ سننا چاہتے ہیں ان سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ اب سائنس نے اس مسئلہ کا حل بھی سوچ لیا ہے اور ایسا آلہ ایجاد کر لیا ہے کہ جو آپ کے ارد گرد کے مسلسل شور (Low Frequency Noise) کو تو ختم کر دے گا لیکن بات چیت کی آواز بالکل صاف سنائی دے گی۔

اس کے لئے جو آلہ ایجاد کیا گیا ہے اس کا نام Quiet Zone 2000 رکھا گیا ہے۔ اس کی قیمت پانچ سو ڈالر کے قریب ہے اور بنانے والی کمپنی امریکہ کی Koss Corporation ہے۔ کمپنی کے ڈائریکٹر مائیکل کاس کا کہنا ہے کہ ہمارے آلے کے اولین گاہک ہوائی جہازوں کی بین الاقوامی کمپنیاں ہونگی۔ نیز یہ آلہ ایسے افراد کے لئے بھی کار آمد ثابت ہو گا جن کی قوت سماعت کمزور ہے اور ارد گرد کے شور کی وجہ سے بات چیت نہیں سن سکتے۔

اس آلہ میں ایسے الیکٹرونک آلات نصب ہیں جو مسلسل آنے والے شور کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کی لہروں کو الٹا دے گا۔ چونکہ آواز لہروں میں سفر کرتی ہے دونوں حصوں کی لہریں ایک دوسرے کے مخالف ہونے کی وجہ سے منسوخ (Cancell) ہو جاتی ہیں۔ لہر کا ایک حصہ جب مثبت ہوتا ہے تو دوسرا منفی ہو جاتا ہے۔ اس طرح غیر پسندیدہ لہروں میں اختلاف پیدا کر کے، ان کو گتھم گتھا کر کے ان کی طاقت کو صفر کر دیا جاتا ہے۔ لیکن دوسری آوازیں جن کی فریکوئنسی (Frequency) وغیرہ بات چیت کے دوران کم و بیش ہوتی رہتی ہے وہ صاف صاف سنی جاتی ہیں۔ یوں یہ آلہ آپ کو اس قابل بنا دے گا کہ آپ کام کی بات چیت تو سن سکیں لیکن غیر پسندیدہ شور کے سننے سے بچ جائیں۔

کیا خوب ہو کہ کل کلاں کوئی ایسا آلہ بھی ایجاد ہو جائے کہ جس کے لگانے سے ہمارے کان نیکی اور تقویٰ کی باتوں کو تو صاف سن سکیں لیکن جب خلاف تقویٰ باتوں، غیبت، جھوٹ اور فساد وغیرہ کا غیر پسندیدہ شور ہو تو وہ کانوں میں داخل ہی نہ ہو سکے۔ بس آلہ کانوں کو لگایا اور گناہوں سے بچ گئے۔ لیکن در حقیقت اس کے لئے کسی خاص آلہ کی ایجاد کی ضرورت نہیں۔ انسان اگر چاہے تو وہ اپنے آپ کو اس بات کا عادی بنا سکتا ہے کہ وہ اچھی باتیں تو سنے مگر بری باتوں سے بہرہ ہو جائے۔ اس کے لئے صرف قوت ارادی کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ ایک عربی شاعر کہتا ہے۔

أَصَمُّ عَنِ الشَّيْءِ الَّذِيْ لَا أُرِيْدُهٗ
وَ أَسْمَعُ خَلْقَ اللّٰهِ حِيْنَ أُرِيْدُ

کہ جس بات کو میں پسند نہیں کرتا اس سے میں بہرہ ہو جاتا ہوں اور جب میں چاہتا ہوں تو میں اللہ کی مخلوق کی باتیں پوری توجہ سے سنتا ہوں۔

☆

## آسٹریلیا میں بچے جلد ہی کمپیوٹر کے ذریعہ پڑھنا شروع کر دیں گے

آسٹریلیا کو خطرہ ہے کہ عنقریب امریکہ کی طرف سے اس پر CD-Roms کے ذریعہ سے ایک سخت حملہ کیا جائے گا۔ بچے کمپیوٹر پر اس ذریعہ سے تاریخ خصوصاً جنگ عظیم دوم، آرٹ، کلچر، کہانیاں وغیرہ تصویری زبان میں دیکھیں گے جس کے ساتھ آواز بھی شامل ہوگی اور امریکہ جس طرح اس کے قومی مفاد میں ہو گا یا جس طرح پیسے کمان والے چاہیں گے اس طرح کی CDs تیار کر کے یہاں کے بچوں کے ذہنوں پر یلغار کرے گا۔ اگرچہ اس حملہ کو پورا تو نہیں روکا جا سکتا لیکن ایک حد تک کوشش ضرور کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ مواصلات اور آرٹ کے وزیر نے ۶۸ ملین ڈالر اس حملہ کی پیش بندی کے لئے خرچ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس غرض کے لئے حکومت پانچ اداروں کو مدد دے رہی ہے تاکہ وہ بچوں کے لئے متبادل CDs تیار کریں۔ پہلی سٹیج میں پانچ موضوعات پر یہ مواد تیار ہو رہا ہے۔ اس میں آسٹریلیا کے کلچر، تاریخ، جغرافیہ، کہانیاں (بالخصوص جانوروں کی) سکول کا کورس تھیٹر، مقامی باشندوں کے کلچر اور جنگ عظیم دوم کے حالات پر مبنی CDs شامل ہیں۔ بچوں کو متبادل دلچسپ مواد مہیا کر کے بچوں کے ذہنوں کو امریکی بننے سے بچا کر آسٹریلوی بنانا مقصود ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینیجر)

# MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

*Programme Schedule for Transmission from London*
*9th November 1995 - 23rd November 1995*

### Thursday 9th November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Dars-E-Mulfoozat |
| 12.00 | Medical Matters - With Dr. Mujeeb-Ul-Haq Khan Sb. |
| 12.30 | Learning Languages with Huzur, Lesson 38 Part 2 |
| 1.00 | M.T.A News |
| 1.30 | Around the Globe. |
| 2.00 | Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 94 |
| 3.00 | Nazm |
| 3.05 | M.T.A Variety: Quiz programme from Nusra Jehan Academy. |
| 3.30 | "Children Corner" - Yassarhal Quran No. 8 |
| 4.00 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.50 | Tomorrow's Programmes |

### Friday 10th November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Dars-ul-Hadith |
| 12.00 | M.T.A Variety: Quiz programme Khuddam ul Ahmadiyya, Rabwah V. Karachi. |
| 12.30 | Learning Languages with Huzur, Lesson 39, Part 1 |
| 1.00 | MTA News |
| 1.30 | Friday Sermon, Live |
| 2.40 | Nazm |
| 2.50 | Mulaqat with Huzoor (Urdu). |
| 3.50 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.50 | Qaseedah |
| 4.55 | Tomorrow's Programmes |

### Saturday 11th November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Dars-ul-Hadith (English) |
| 12.00 | Bosian Desk: Question Answer Session with Bosnians . 18/9/95, Gottingen, Germany. Part 1 |
| 1.30 | MTA News |
| 2.00 | Children's Corner: Mulaqat with Huzoor. |
| 3.05 | Nazm |
| 3.10 | M.T.A Variety: Industrial Exhibition, Rabwah Pakistan. |
| 3.40 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.40 | Qaseedah |
| 4.50 | Tomorrow's Programmes |

### Sunday 12th November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Dars-ul-Hadith (English) |
| 12.00 | Eurofile: A Letter from London |
| 12.30 | Bosnia Desk: Question Answer Session with Bosnians. 18/9/95, Gottingen, Germany. Part 2 (final) |
| 1.00 | MTA News |
| 1.30 | Children's Corner - Lets learn Salat No. 11 |
| 2.00 | Mulaqat with Huzoor. English |
| 3.00 | Nazm |
| 3.05 | M.T.A Sports |
| 3.40 | Qaseedah |
| 3.50 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.50 | Nazm & Tomorrow's Programmes |

### Monday 13th November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Dars-e-Malfoozat |
| 12.00 | Eurofile |
| 12:30 | Learning Languages with Huzur, Lesson 39, Part 2 |
| 1.00 | MTA News |
| 1.30 | Around the Globe: |
| 2.00 | Natural Cure- Homeopathy lesson No. 122 |
| 3.05 | Dil bar mera yehi hai, by Chaudhry Hadi Ali Sahib |
| 3.30 | M.T.A Variety: Tarbiyyat our Dawat e Ilallah Ka Zareeah. |
| 3.50 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.50 | Nazm and Tomorrow's Programmes |

### Tuesday 14th November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Seerat-ul- Nabi (SAW) |
| 12.00 | Medical Matters |
| 12.30 | Learning Languages with Huzur, Lesson 40 Part 1 |
| 1.00 | MTA News |
| 1.30 | M.T.A Lifestyle. Cooking Lesson Al Maidah. |
| 2.00 | "Natural Cure" - Homoeopathy Lesson 123 |
| 3.05 | M.T.A. Variety: Seerat Hadhrat Sahabah Masih e Maud, Hadhrat Seth Ismail Adam sahib. |
| 3.40 | Qaseedah |
| 3.50 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.50 | Nazm Tomorrow's Programmes |

### Wednesday 15th November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Dars-E-Hadith |
| 12.00 | Eurofile |
| 12.30 | Learning Languages with Huzur, Lesson 40 Part 2 |
| 1.00 | MTA News |
| 1.30 | M.T.A Lifestyle. Sewing Class. Perahan. |
| 2.00 | Quran Class - Tarjumatul Quran 96. |
| 3.00 | Nazm |
| 3.05 | M.T.A Variety - Islamic Adaab by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid Sb. No.4 |
| 3.40 | Qaseedah |
| 3.50 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.50 | Tomorrow's Programmes |

### Thursday 16th November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Dars-E-Mulfoozat |
| 12.00 | Medical Matters - With Dr. Mujeeb-Ul-Haq Khan Sb. |
| 12.30 | Learning Languages with Huzur, Lesson 41 Part 1 |
| 1.00 | M.T.A News |
| 1.30 | Around the Globe |
| 2.00 | Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 97. |
| 3.00 | Nazm |
| 3.05 | M.T.A Variety: Bait Bazi, Lajna Rabwah. |
| 3.30 | "Children Corner" - Yassarhal Quran No. 9 |
| 4.00 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.50 | Tomorrow's Programmes |

### Friday 17th November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Dars-ul-Hadith |
| 12.00 | M.T.A Variety: Bait Bazeee Khuddam Rabwah / Sargodha |
| 12.30 | Learning Languages with Huzur, Lesson 41, Part 2 |
| 1.00 | MTA News |
| 1.30 | Friday Sermon, Live |
| 2.40 | Nazm |
| 2.50 | Mulaqat with Huzoor (Urdu). |
| 3.50 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.50 | Qaseedah |
| 4.55 | Tomorrow's Programmes |

### Saturday 18th November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Dars-ul-Hadith (English) |
| 12.00 | Bosian Desk: Question Answer Session with Bosnians and Albanians 19/9/95. Part 1 |
| 1.30 | MTA News |
| 2.00 | Children's Corner: Mulaqat with Huzoor. |
| 3.05 | Nazm |
| 3.10 | M.T.A Variety: An Interview of Brother Muzzafar A. Zafer - U.S.A. |
| 3.40 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.40 | Qaseedah |
| 4.50 | Tomorrow's Programmes |

### Sunday 19th November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Dars-ul-Hadith (English) |
| 12.00 | Eurofile: A Letter from London |
| 12.30 | Bosian Desk: Question Answer Session with Bosnians and Albanians 19/9/95. Part 2. |
| 1.00 | MTA News |
| 1.30 | Children's Corner - Lets learn Salat No. 11 |
| 2.00 | Mulaqat with Huzoor. English |
| 3.00 | Nazm |
| 3.05 | M.T.A Sports |
| 3.40 | Qaseedah |
| 3.50 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.50 | Nazm & Tomorrow's Programmes |

### Monday 20th November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Dars-e-Malfoozat |
| 12.00 | Eurofile :- Interview of Sister Maribel McMinn, of USA. |
| 12.30 | Learning Languages with Huzur, Lesson 42, Part 1 |
| 1.00 | MTA News |
| 1.30 | Around the Globe: Temple of Heaven. Beijen - China. |
| 2.00 | Natural Cure- Homeopathy lesson No. 124 |
| 3.05 | Dil bar mera yehi hai, by Chaudhry Hadi Ali Sahib |
| 3.30 | Eurofile: Programme from German. Introduction Ahmadiyyat. Part 3. Turkisk |
| 3.50 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.50 | Nazm and Tomorrow's Programmes |

### Tuesday 21th November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Seerat-ul- Nabi (SAW) |
| 12.00 | Medical Matters |
| 12.30 | Learning Languages with Huzur, Lesson 42 Part 2 |
| 1.00 | MTA News |
| 1.30 | Around the Globe. A Glimpse of Lost Civilisation. (Bangla) |
| 2.00 | "Natural Cure" - Homoeopathy Lesson 125 |
| 3.05 | M.T.A. Variety: The second Ilmi Rally,,Atfal Rabwah |
| 3.50 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.50 | Nazm Tomorrow's Programmes |

### Wednesday 22nd November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Dars-E-Hadith |
| 12.00 | Eurofile - Basic Oral Hygiene - Khuddam USA. |
| 12.20 | Nazm |
| 12.30 | Learning Languages with Huzur, Lesson 43 Part 1 |
| 1.00 | MTA News |
| 1.30 | M.T.A Lifestyle. Sewing Class. |
| 2.00 | Quran Class - Tarjumatul Quran 97. |
| 3.00 | Nazm |
| 3.05 | M.T.A Variety - Islamic Adaab by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid Sb. No.5 |
| 3.40 | Qaseedah |
| 3.50 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.50 | Tomorrow's Programmes |

### Thursday 23rd November

| | |
|---|---|
| 11.30 | Tilawat |
| 11.45 | Dars-E-Mulfoozat |
| 12.00 | Medical Matters - With Dr. Mujeeb-Ul-Haq Khan Sb. |
| 12.30 | Learning Languages with Huzur, Lesson 43 Part 2 |
| 1.00 | M.T.A News |
| 1.30 | Around the Globe - A Glimpse of Los5t Civilisation (Bangla) Part 2. |
| 2.00 | Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 98. |
| 3.00 | Nazm |
| 3.05 | M.T.A Variety: Bait Bazi, Lajna Rabwah. |
| 3.30 | "Children Corner" - Yassarhal Quran No. 10 |
| 4.00 | LIQAA MA'AL ARAB |
| 4.50 | Tomorrow's Programmes |

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome viewers' comments about the quality of translation of the programmes. "Learning languages with Huzoor".

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 2 Friday, November 10, 1995 No. 45

# پاکستان میں
# احمدی مسلمانوں پر جھوٹے مقدمات

(رشید احمد چوہدری)

جب سے جنرل ضیاء الحق نے اینٹی احمدیہ آرڈیننس کا اجراء کیا پاکستان میں معاند سلسلہ عالیہ احمدیہ مولویوں کی سرتوڑ کوشش ہوتی ہے کہ وہ احمدی مسلمانوں پر جھوٹے مقدمات بنائیں اور اس طرح ان کو پریشان کریں۔ چنانچہ اس کا ایک آسان طریق یہ اپنایا گیا کہ احمدیوں پر تبلیغ کا الزام لگاکر ان پر زیر دفعہ ۲۹۸۔سی مقدمات درج کرائے گئے چنانچہ پاکستان کے طول و عرض میں ان جھوٹے ملاؤں کی وجہ سے احمدی مسلمانوں پر مقدمات درج ہوئے انہیں گرفتار کیا گیا۔ عدالتوں میں سزائیں سنائی گئیں اور پھر جیل کی کال کوٹھڑیوں میں پھینکا گیا۔ ذیل میں ایسے ہی دو واقعات کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔

۱۔ ضلع مانسہرہ میں داتا کا علاقہ ایسا ہے جہاں کئی سالوں سے جماعت احمدیہ کے خلاف مہم جاری ہے۔ علاقہ بھر میں احمدی مسلمانوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ روزمرہ کی اشیائے خوردنی سے بھی ان کو محروم کیا جاتا ہے۔ کوئی دوکاندار احمدیوں کو سودا سلف نہیں دیتا حتیٰ کہ دودھ تک انہیں کئی میل دور شہر سے لانا پڑتا ہے۔ ٹیکسی ٹانگے والوں نے بھی معاہدہ کیا ہوا ہے اور وہ کسی احمدی سوار کو نہیں بٹھاتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ احمدی بچوں کو میلوں کا سفر پیدل طے کرکے سکول جانا پڑتا ہے۔ ان تمام معاندانہ کاروائیوں کا سرغنہ جامع مسجد داتا کا خطیب مولوی خلیل الرحمن ہے جو اکثر مسجد کے لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ احمدی مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ گاؤں میں ختم نبوت یوتھ فورس کا دفتر بھی ہے جو ہمیشہ احمدی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں رہتے ہیں اور پولیس کے حکام سے ملی بھگت کرکے احمدی مسلمانوں کو ہراساں کرتے رہتے ہیں۔

اس بدنام زمانہ مولوی خلیل الرحمن نے ۹ مارچ ۹۲ء کو مقامی پولیس کے روبرو ایک درخواست پیش کی جس میں لکھا کہ مورخہ ۸ مارچ کو ایک احمدی تاج محمد جامع مسجد میں آیا اور عصر کی نماز ادا کی۔ مولوی کے بیان کے مطابق اس نے کہا کہ تاج محمد احمدیت کو چھوڑ چکا ہے چنانچہ اگلے روز یعنی ۹ مارچ کو اس نے مسجد کے لاؤڈ سپیکر پر اعلان کردیا کہ تاج محمد احمدیت سے تائب ہوچکا ہے۔ اس اعلان کو سن کر تاج محمد اور اس کا بھائی مبارک احمد مسجد میں مولوی کے پاس پہنچے اور اسے بتایا کہ وہ بحمداللہ احمدی ہیں اور یہ کہ ایسے اعلانات کرنے سے پہلے تحقیق کرلینی چاہئے۔ مولوی مذکور نے پولیس کو درخواست میں لکھا کہ دونوں نے اسے دھمکیاں دی ہیں اور تبلیغ کی ہے۔ اس کے اس بیان پر پولیس نے دونوں احمدی مسلمانوں پر زیر دفعہ ۲۹۸۔سی تعزیرات پاکستان مقدمہ درج کرلیا۔ چنانچہ عدالت میں مقدمہ چلایا گیا اور گواہ کے طور پر پولیس کے ملازمین کے علاوہ دسویں جماعت کے ایک طالبعلم بابر کو تیار کیا گیا جس نے بیان دیا کہ وہ تاج محمد کو جانتا ہے اور یہ کہ ۸ مارچ ۹۲ء کو تاج محمد نے اس کے قریب ہی جامع مسجد میں نماز عصر ادا کی تھی۔ یہ مقدمہ تین سال تک چلتا رہا اور ۳۱ اگست ۹۵ء کو جج محمد نسیم خان مانسہرہ نے فیصلہ دیتے ہوئے لکھا:

"........It has also come in the evidence that accused Taj Mohammad had also offered Asar Prayer in the mosque of the Muslim being a non-Muslim and this fact is fortified by the statement of P.W. No. 2 Babar a teen-ager witness. By their this conduct both the accused have clearly outraged the religious feelings of the Muslims community."

(F.I.R. No. 205/92 v/s 298-c/451/506PPC Police Station Mansehra (Case no. 104/2 of 1992) (Decision announced on 31.8.95)

کہ وکیل استغاثہ نے یہ بات واضح طور پر ثابت کردی ہے کہ دونوں احمدی مسجد میں داخل ہوئے تھے اور تبلیغ کی تھی۔ اسی طرح شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تاج محمد نے غیر مسلم ہونے کے باوجود مسجد میں مسلمانوں کی طرح عصر کی نماز ادا کی اور اس طرح مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا۔ اس نے اپنے فیصلہ میں یہ بھی لکھا کہ وکیل صفائی اس بات کو ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے کہ مولوی خلیل الرحمن اور احمدیوں میں کوئی دشمنی چلی آرہی ہے۔ لہٰذا دونوں احمدی مسلمانوں کو ایک ایک سال قید بامشقت اور پانچ پانچ سو روپے جرمانہ کی سزا سنائی جاتی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں دونوں کو مزید تین ماہ قید بامشقت کی سزا بھگتنا ہوگی۔

اس طرح تبلیغ کا الزام لگاکر دونوں احمدی مسلمانوں کو جیل کی سزا دی گئی۔

۲۔ دوسرا واقعہ فیصل آباد کے ایک احمدی دوست طارق جاوید صاحب کا ہے۔ انہوں نے اپنی فیملی کے ساتھ ایبٹ آباد سیر کرنے کا پروگرام بنایا اور وہاں ایک مقامی ہوٹل Pine View میں قیام کیا۔ ہوٹل میں قیام کے دوران انہوں نے ہوٹل میں نصب شدہ فون سے فیصل آباد اور ربوہ فون کئے۔ ان فون کالوں کی وجہ سے ہوٹل کے عملہ کو علم ہوگیا کہ وہ احمدی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت مقامی مجلس ختم نبوت کی یوتھ فورس کے صدر کو اطلاع دی اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے اراکین نے ہوٹل پہنچ کر مکرم طارق جاوید صاحب کے کمرہ کی تلاشی لی اور سامان میں سے ایک کتاب "دینی معلومات" حاصل کرکے پولیس کے پاس ایک درخواست دائر کی جس میں لکھا کہ "فیصل آباد کا ایک شخص طارق جاوید ایبٹ آباد کے ایک مقامی ہوٹل پائن ویو میں قیام پذیر ہے اور اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اور وہ لوگوں میں تبلیغی لٹریچر تقسیم کرتا ہے چنانچہ مورخہ ۴ اگست کو بوقت ۹ بجے صبح اس نے سید وقاص حیدر ولد سید نذیر حسین شاہ ساکن دیہہ ملک پورہ کو ایک کتاب "دینی معلومات" تبلیغ کی غرض سے دی۔ چونکہ پاکستان میں احمدیوں کے لئے تبلیغ کرنا جرم ہے لہٰذا طارق جاوید کے خلاف مقدمہ کا اندراج کرکے احمدیت کی تبلیغ و تشہیر کرنے پر قانونی کاروائی کی جائے۔ چنانچہ ۴ اگست کو ہی گیارہ بجے صبح ان پر ایک مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۸۔سی تعزیرات پاکستان درج کرلیا گیا اور انہیں فوری طور پر گرفتار کرلیا گیا۔

مکرم طارق جاوید صاحب کی ضمانت کی درخواست بھی مقامی مجسٹریٹ نے ۲۳ اگست ۹۵ء کو رد کردی اس طرح اب وہ جیل میں ہیں۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انکو دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور پوری طرح اپنی امان میں رکھے۔

## بقیہ مختصرات

جمعۃ المبارک ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۵ء

معمول کے مطابق آج اردو زبان میں عمومی سوال و جواب کی مجلس منعقد ہوئی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے۔

★ جب کسی کی وفات کا وقت قریب ہوتا ہے تو عام طور پر سورہ یٰس کی تلاوت کی جاتی ہے، یہ کس وجہ سے ہے؟ اس کا کیا فائدہ ہے؟ قرآن مجید کے کسی اور حصہ کی تلاوت کیوں نہیں کی جاتی؟ باقی سورتوں کو چھوڑ کر اس سورت کے انتخاب کی کیا حکمت اور وجہ ہے؟

★ ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۷۲ پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے: "خدا کی طرف سے مامور ہوکر آنے والے لوگوں کے دو طبقہ ہوتے ہیں ایک وہ جو صاحب شریعت ہوتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام اور ایک وہ جو احیائے شریعت کے لئے آتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اسی طرح پر ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے نبی کریمؐ کامل شریعت لے کر آئے جو نبوت کے خاتم تھے۔ اس لئے زمانہ کی استعدادوں اور قابلیتوں نے ختم نبوت کردیا تھا۔ پس حضور علیہ السلام کے بعد ہم کسی دوسری شریعت کے آنے کے ہرگز قائل نہیں۔"
زمانہ کی استعدادوں اور قابلیتوں نے کس طرح ختم نبوت کردیا تھا۔ اس کی کیا وضاحت ہے؟

★ ۱۹۷۴ء میں پاکستان اسمبلی میں ہونے والی بات چیت کے حوالہ سے غیر احمدی احباب بہت شوخیاں کرتے رہتے ہیں۔ کیا مناسب نہیں ہوگا کہ جماعت اس ساری کارروائی کو صحیح صورت میں شائع کردے؟

★ بعض غیر احمدی اس بات کو اعتراض کا نشانہ بناتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں جو بیان فرمایا ہے اس میں بہت مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ اس کی وضاحت کیسے کرنی چاہئے۔

★ سورۃ جمعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر ہے۔ غیر احمدی کہتے ہیں کہ یہاں صرف ایک ہی بعثت کا ذکر ہے۔ دو کا نہیں۔ اس کی کیا وضاحت ہے۔ (اس سوال کے جواب میں حضور انور نے ان آیات کی نہایت پرمعارف تشریح فرمائی اور سب امکانی سوالات کا بھی ایک ایک کرکے جواب دیا۔ حضور انور کا یہ تفصیلی جواب بہت جامع اور تبلیغی لحاظ سے بہت مؤثر ہے۔ بار بار سننے اور سنانے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس تبلیغی ٹیپ سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے)

(ع۔م۔ر)

**خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے لیکن اس کی طرف آنے کے لئے عجز ضروری ہے**
(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد